شمس نمبر

خالد احمدیت
حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس
رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(تاریخ وفات ۱۳ اکتوبر ۱۹۶۶ء

مدیر مسئول
ابوالعطاء جالندھری

جنوری 1968

مجلس انصاراللہ مرکزیہ ۱۹۶۶ء کے اراکین
حضرت صدر محترم ایدہ اللہ تعالی بنصرہ العزیز کے ساتھ
(مولانا شمس صاحب قائد تعلیم دائیں جانب سے دوسرے ہیں)
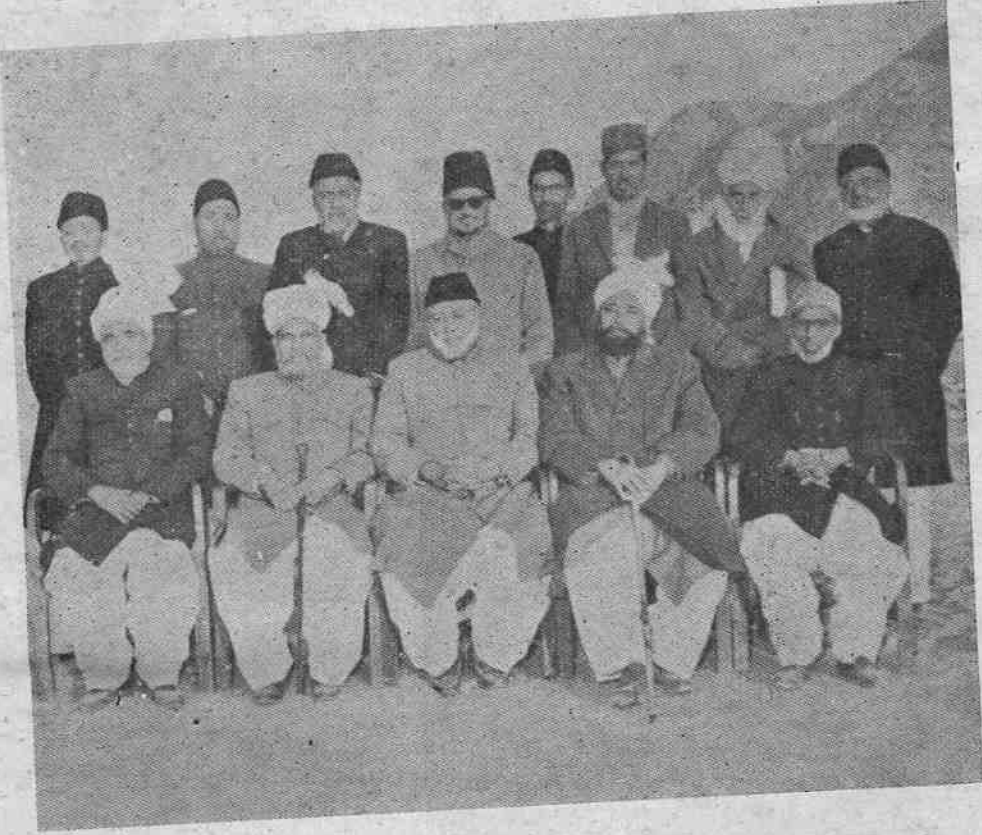
مولانا شمس صاحب اپنے بچوں اور افراد خاندان کے ساتھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

جلد ۱۸
شمارہ ۱

ماہنامہ **الفرقان** ربوہ
جنوری سنہ ۱۹۶۸ء

شوال ۱۳۸۷ ہجری قمری
صلح ۱۳۴۷ ہجری شمسی

شمس نمبر

مقالات

قواعد و ضوابط

۱۔ رسالہ کی تاریخ اشاعت ہر شمسی مہینے کی دس تاریخ ہے۔
۲۔ پوری جانچ پڑتال کے بعد رسالہ ڈاکخانہ میں دیا جاتا ہے۔
۳۔ رہائی ہمہ رسالہ نہ ملنے کے بارے میں آخر مہینہ تک شکایت آنے پر رسالہ دوبارہ بھجوایا جاتا ہے اسکے بعد قیمتاً ملتا ہے (مینیجر الفرقان ربوہ)

سالانہ چندہ

۱۔ پاکستان :- چھ روپے پاکستانی
۲۔ بھارت :- آٹھ روپے بھارتی
۳۔ بیرونی ممالک :- ۱۵ شلنگ۔ قیمت شمس نمبر ایک روپیہ
سالانہ چندہ پیشگی آنا ضروری ہے۔ (مینیجر الفرقان ربوہ)

حضرت مولانا شمس صاحبؓ کی مقبول خدمات دینیہ

؏ قدرِ زر زرگر بداند یا بداند جوہری

مجاہدِ احمدیت حضرت مولانا جلال الدین شمسؓ ایک فعال وجود تھے۔ مومن کے لئے سب سے بڑی خوشی اس بات میں ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ذرّہ نوازی فرما کر اسے قبول کرلے۔ اس کی خامیوں پر ستاری فرمائے۔ اس کی خدمات کو شرفِ قبولیت بخش دے۔ اسے حُسنِ خاتمہ سے بہرہ ور فرمائے۔

اللہ تعالیٰ دلوں کو جانتا ہے، وہی نیتوں اور ارادوں سے واقف ہے اسلئے عمل صالح کی اصل مقبولیت خدا تعالیٰ کے ہاں ہی ہوتی ہے۔ ہاں اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کے دلوں میں بھی اس کی قبولیت پیدا کر دیتا ہے گویا "شُهَدَآءُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ" کی شہادت بھی مقبولانِ بارگاہِ ایزدی کے حق میں قائم ہو جاتی ہے۔

مولانا شمس صاحبؓ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے حضور قبولیت عطا فرمائی۔ اُن کی خدمات دینیہ کو نوازا۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے انہیں اُن کی زندگی میں خالدِ احمدیت کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔ ان کے علمی کارناموں کی تعریف فرمائی۔ حضرت قمر الانبیاء مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ نے ان کی زندگی میں ان کے کاموں کو سراہا اور انہیں حضرت حافظ روشن علی صاحب رضی اللہ عنہ کی یادگار قرار دیا۔ ان کی وفات کے بعد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ نے اُن کی زندگی کو "قابلِ رشک" قرار دیا اور اُن کی نیکی اور تقویٰ کی تعریف فرمائی۔ اُن کے لئے خاص دُعا کی۔ جماعت احمدیہ کے ہزاروں نیک لوگوں نے آپؓ کی جدائی کے صدمہ کو محسوس کیا اور آپ کی خدمات کا اعتراف کیا۔

ایک عرب شاعر نے کہا تھا ؎

اَنْتَ الَّذِیْ وَلَدَتْکَ اُمُّکَ بَاکِیًا ٭ وَالنَّاسُ حَوْلَکَ یَضْحَکُوْنَ سُرُوْرًا
فَاحْرِصْ عَلٰی عَمَلٍ تَکُوْنُ اِذَا بَکَوْا ٭ فِیْ وَقْتِ مَوْتِکَ ضَاحِکًا مَسْرُوْرًا

کہ اسے انسان! جب تو پیدا ہوا تھا تُو روتا تھا اور لوگ خوشی سے ہنستے تھے اب تُو زندگی میں ایسے اعمال کر کہ جب تیری موت کے وقت وہ روتے ہوں تو تُو خنداں و فرحاں اس جہان سے جائے۔

یہ بات حضرت مولانا شمس رضی اللہ عنہ کے حق میں بھی پُوری طرح صادق آتی ہے۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کے درجات بلند فرمائے۔ آمین یا ربّ العالمین ٭

ربوہ ۔ ۵ر جنوری ۱۹۶۷ء

ابو العطاء جالندھری

"خدا اور رسولؐ کے عاشق اور احمدیت کے فدائی"

حضرت مولانا شمس صاحبؓ کو جماعت احمدیہ کے دو عظیم خلفاء کی طرف سے شاندار خراجِ تحسین

[۱۳؍اکتوبر ۱۹۶۶ء کو حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمسؓ مجاہد احمدیت کا اچانک وصال ہوا۔ ۱۴؍اکتوبر ۱۹۶۶ء کو خطبہ جمعہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ نے ان کی جدائی پر اپنے تاثرات ذکر فرمائے اور دعا فرمائی۔ اس جامع خطبہ میں حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ کی طرف سے مولانا موصوف کو قابلِ رشک خراجِ تحسین ادا ہوا ہے۔ اس خطبہ کو درج کیا جاتا ہے ۔ (ایڈیٹر)]

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو بیماریوں اور امراض کے لئے شفاء قرار دیا ہے۔ یہ کتاب عظیم انسان کی اخلاقی بیماریوں کو بھی دُور کرتی ہے۔ اس کی روحانی بیماریوں کو بھی دُور کرتی ہے اور ان دُکھوں کے لئے بھی جو انسان اپنی فطرت اور طبیعت کے تقاضا کے مطابق محسوس کرتا ہے اور اسے تکلیف پہنچاتے ہیں بطور پھایہ کے کام آتی ہے۔

ہمیں کل اپنے ایک اچھے دوست، پایہ کے عالم، خدا اور اس کے رسولؐ کے عاشق اور احمدیت کے فدائی کی جدائی کا صدمہ پہنچا ہے۔ اور فطرتاً ہمیں اس سے غم اور دُکھ محسوس ہوتا ہے لیکن ہم خدا تعالیٰ کی کتاب کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے اپنے رب سے تسکین حاصل کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ وَّ يَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۝

زمین پر ہر چیز جو پائی جاتی ہے وہ فنا ہونے والی ہے سوائے ان باتوں، اشیاء اور وجودوں کے جنہیں اللہ تعالیٰ باقی رکھنا چاہے۔ وہ خدا ذوالجلال بھی ہے اور ذوالاکرام بھی ہے۔ ان دونوں آیات میں اللہ تعالیٰ نے ایک ہی وقت میں اعلانِ فنا بھی کیا ہے اور اعلانِ بقا بھی کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے بعض چیزوں کو کلیۃً فنا ہونے سے محفوظ رکھا ہے اور اس نے ان چیزوں کو اپنی مشیّت کے ماتحت ایک بقا عطا کی ہے۔

قرآن کریم کے مطالعہ سے ہمیں معلوم ہوتا ہے اور جو دو آیات میں نے پڑھی ہیں وہ بھی مختصراً اس کی اشارہ کر رہی ہیں کہ ایک تو انسان کی روح مرنے کے بعد بقا حاصل کرتی ہے اور دوسرے قرآن کریم سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اعمالِ صالحہ کو بھی باقی رکھتا ہے۔ غرض ان دونوں آیات میں فرمایا ہے کہ ہر چیز جو اس دنیا میں ہے آخر یہاں سے چلی جائے گی۔ نہ انسان یہاں رہے گا کہ وہ بھی فانی ہے اور نہ اس کے اعمال جہاں تک مرنے والے کی ذات

کا تعلق ہے، اِس دنیا میں باقی رہیں گے بلکہ وہ اعمال
مرنے والے کے ساتھ ہی دوسرے جہان میں لیجائے
جائیں گے۔ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ
رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ۔ ہر چیز جو
زمین میں پائی جاتی ہے فانی ہے سوائے ان اشیاء
اور وجودوں کے جنہیں خدا تعالیٰ باقی رکھنا چاہے۔
حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اِن آیات کے
ایک معنی تفسیر صغیر میں یہی کئے ہیں کہ اِس سرزمین پر
جو کوئی بھی ہے آخر ہلاک ہونے والا ہے اور
صرف وہ بچتا ہے جس کی طرف تیرے جلال اور عزت
والے خدا کی توجہ ہو۔

پس وہ لوگ اپنے ان اعمال کے ساتھ جن
کے ذریعہ وہ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کے جلال
کو دنیا میں قائم رکھنے والے ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف
سے بقا حاصل کرتے ہیں۔ یعنی ان کو بقا حاصل ہوتی
ہے اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں (جیسا کہ قرآن کریم نے بتایا
ہے) صاحب عزت وہی ہوتے ہیں جو صاحب تقوٰے
ہوں۔ جیسا کہ فرمایا:۔

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ
اَتْقٰكُمْ۔

خدا تعالیٰ کی نگاہ میں وہی عزت پاتے ہیں جو قرآن کریم
کے بتائے ہوئے اصول تقویٰ کی باریک راہوں پر
گامزن ہوتے ہیں اور رضائے الٰہی کی با عزت جنتوں میں
اللہ تعالیٰ ان کا ٹھکانا بناتا ہے۔ پس یہاں ایک طرف یہ
فرمایا کہ اس دنیا میں نہ کسی شخص نے باقی رہنا ہے اور نہ
جہاں تک اس کی ذات کا تعلق ہے اُس کے اعمال نے
باقی رہنا ہے۔ اور دوسری طرف یہ فرمایا کہ یہاں کی
زندگی کے خاتمہ کے ساتھ تم پر کُلّی فنا وارد نہیں ہوگی
بلکہ تمہاری ارواح کو دوسرے اجسام دے کر ایک
دوسری دنیا میں زندہ رکھا جائے گا اس لئے بے فکر
نہ ہونا یہ سمجھتے ہوئے کہ مرنے کے ساتھ تمہارا معاملہ
خدا تعالیٰ سے کٹ چکا ہے۔ وہ کٹا نہیں بلکہ اسے
انسانو! اور اے آدم زادو! تمہارے ساتھ ہمارا واسطہ
ابد تک قائم رہے گا۔ تمہاری ارواح کو ہم نے زندہ
رکھنا ہے۔ یہ خدائے ذو الجلال اور ذو الاکرام کا
فیصلہ ہے۔

وَجْهُ رَبِّكَ کے ایک معنی یہ ہیں کہ وہ
اعمال جو انسان اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر اور اس
کی توجہ اور رضا کو جذب کرنے کے لئے بجا لاتا ہے۔
تو یہاں یہ فرمایا کہ انسان کے تمام اعمال ہلاک کر دیئے
جاتے ہیں سوائے ان اعمال کے جن کے ذریعہ انسان
اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی خواہش رکھتا ہو جو خالصۃً
خدا تعالیٰ کے لئے کئے گئے ہوں۔ اس کی رضا جوئی میں
بجا لائے گئے ہوں، ایسے اعمال پر فنا وارد نہیں ہوتی۔

جو اعمال ایسے نہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان
پر ہمارے منشاء اور قانون کے مطابق فنا وارد ہو جاتی
ہے۔ ایسے اعمال کی فنا اور ان کے نیست و نابود کئے
جانے کے متعلق جو باتیں ہمیں معلوم ہوتی ہیں وہ یہ ہیں
کہ ایک تو ایسے اعمال کے بجا لانے والوں کو اس دنیا
میں ہی سزا دے کر ان کے بعض اعمال کو باطل کر دیتا

ہے۔ یعنی کچھ بد اعمال ایسے ہوتے ہیں کہ انسان کو اُن
کی سزا اِس دنیا میں ہی مل جاتی ہے اور اُخروی زندگی
میں ان کی سزا پھر اُسے نہیں ملتی۔ ہاں دوسرے ایسے
بد اعمال کی سزا اُسے اُخروی زندگی میں ملتی ہے جن کی سزا
اُسے اِس دنیا میں نہیں مل چکی ہوتی۔

دوسرے خدا تعالیٰ ایسے بد اعمال کو اس طرح
بھی ہلاک کرتا ہے کہ ان کا وہ نتیجہ نہیں نکلتا جو اُن
کے بجالانے والے نکالنا چاہتے ہیں۔ مثلاً وہ اعمال
جو خدا تعالیٰ کے رسول اور اس کے سلسلوں کو ہلاک کرنے
اور اُنہیں مٹانے کے لئے منکرین بجالاتے ہیں ان کو
اللہ تعالیٰ بے نتیجہ کر دیتا ہے اور اِس طرح اِن
معنوں کی رُو سے اُن پر ہلاکت اور فنا وارد
ہو جاتی ہے۔

تیسرا طریق ان بد اعمال کو فنا کرنے کا خدا تعالیٰ
نے یہ رکھا ہے کہ وہ ان اعمال اور ان کے بجالانے
والوں کو جہنم میں ڈال کر ان بد اعمال کو فنا کر دیتا ہے
اسی لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہنم پر
ایک وقت ایسا بھی آئے گا کہ اس میں کوئی انسانی روح
نہیں رہے گی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام انسان
چاہے وہ کتنے ہی گنہ گار کیوں نہ ہوں، چاہے وہ کتنے
ہی خدا تعالیٰ کو ناراض کرنے والے کیوں نہ ہوں اُن
کے بد اعمال جہنم میں جا کر ایک وقت میں ہلاک اور فنا
ہو جائیں گے۔ کیونکہ یہ بات تو ماننے کے قابل نہیں کہ
بد اعمالی فنا بھی نہ ہوں اور ان کے ساتھ ایک شخص کو
ایک وقت تک جہنم میں رکھا جائے اور دوسرے وقت
میں اسی شخص کو انہی بد اعمال کے ساتھ جنت میں لے جایا
جائے۔ غرض جہنم بھی بد اعمال کی ہلاکت کا ایک ذریعہ ہے

اس کے مقابلہ میں وہ اعمال صالحہ جن سے
اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کی جاتی ہے اور جنہیں فنافی الرسول
کے ذریعہ اور تقویٰ کی اُن باریک راہوں پر گامزن
ہو کر بجا لایا جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان
فرمائی ہے ان کی بقا کے بھی مختلف طریق ہیں۔ ذاتی طور
پر اس شخص کے اعمال جو وفات پا جاتا ہے جہاں تک
اس کی ذات کا تعلق ہے اس دنیا میں باقی نہیں رہتے
اور اس طرح ان اعمال پر بھی اس فرد کے ساتھ ہی ایک
فنا وارد ہو جاتی ہے لیکن جس طرح اس کی روح کو زندہ
رکھا جاتا ہے اسی طرح اُن نیک اعمال کو بھی اللہ تعالیٰ
اُس کے لئے زندہ رکھتا ہے۔ اور صرف زندہ ہی نہیں
رکھتا بلکہ اُنہیں بڑھاتا رہتا ہے۔ وہ ان سے بیج کا
کام لیتا ہے اسی لئے جنت کی نعماء نہ ختم ہونے والی
ہیں جیسا کہ فرمایا عَطَاءً غَيْرَ مَجْذُوذٍ یعنی ان انعام
پر کبھی فنا وارد نہیں ہوتی، وہ باقی رہتی ہیں اور باقی
رہیں گی۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا
کہ ایمان باغوں کی شکل میں اور اعمالِ صالحہ نہروں کی
شکل میں .... اُخروی زندگی میں باقی رکھے جاتے
ہیں یعنی وہ افراد جن کی روحوں کو خدا تعالیٰ نے اپنی
رضا کے عطر سے ممسوح کیا ان کی روحوں کے ساتھ ان
کے اعمالِ صالحہ بھی باقی رکھے جاتے ہیں جن سے وہ
ابدالآباد تک فائدہ حاصل کرتے رہیں گے۔

اعمالِ صالحہ کی بقاء کا دوسرا طریق جو ہمیں

اسلام میں نظر آتا ہے وہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ دنیا میں کسی الٰہی سلسلہ کو قائم کرتا ہے اس لئے کہ وہ اس کی عظمت اور اس کے جلال کو قائم کرے تو اس برگزیدہ جماعت کو بحیثیت جماعت اللہ تعالیٰ کی راہ میں فنا ہونے کی وجہ سے اس دنیا میں بھی ایک لمبا عرصہ عزّت کی زندگی عطا کی جاتی ہے اور صالحین کا بدل پیدا کرکے ان اعمالِ صالحہ کو اُس وقت تک کہ اس قوم اور سلسلہ کی ہلاکت کا وقت آجائے انہیں قومی بقا عطا کرتا ہے۔ غرض یبقیٰ وجہ ربّک ذوالجلال والاکرام۔ وہ اعمال جو خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر کئے جاتے ہیں جن میں غیر کی ملونی نہیں ہوتی جنہیں انسان بے نفس ہو کر اپنے اُوپر عجز، انکسار، نیستی اور فنا طاری کرکے خود کو کچھ نہ سمجھ کر بلکہ اپنے رب کو ہی سب کچھ سمجھتے ہوئے اس کی نعمتوں کو حاصل کرنے کے لئے کوشش اور مجاہدہ کرکے بجا لاتا ہے انہیں اس رنگ میں اس قوم میں باقی رکھا جاتا ہے کہ جب اس کے بعض افراد اس دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں تو اُن کے بعض قائم مقام کھڑے ہو جاتے ہیں اور اس طرح اللہ تعالیٰ اس قوم میں ان اعمالِ صالحہ کا ایک لمبا سلسلہ قائم کر دیتا ہے۔

ہمارے جو بھائی کل ہم سے جُدا ہوئے ہیں اُن کا مقام اسی معنی میں جماعت میں قائم مقام کے طور پر بھی تھا۔ یعنی جب بعض بزرگ ترہستیاں جماعت سے جدا ہوئیں تو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے جماعت میں ایسے لوگوں کو کھڑا کر دیا کہ جنہیں گو مرنے والوں کی زندگی میں وہ مقام، وجاہت، مرتبہ اور علم حاصل نہ تھا جو مرنے والوں کا تھا لیکن بعد میں اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے انہیں پہلوں کا سا مقام، وجاہت، مرتبہ اور علم دے دیا۔ چنانچہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :-

> "حافظ روشن علی صاحب مرحومؓ، میر محمد اسحاق صاحبؓ اور مولوی محمد اسمٰعیل صاحبؓ۔ ان میں سے ایک (حضرت مولوی محمد اسمٰعیل صاحب) کتابوں کے حوالے یاد رکھنے کی وجہ سے اور باقی دو اپنے مباحثوں کی وجہ سے جماعت میں اتنے مقبول ہوئے کہ مجھے یاد ہے کہ اس وقت ہمیشہ جماعتیں یہ لکھا کرتی تھیں کہ اگر حافظ روشن علی صاحب اور میر محمد اسحاق صاحب نہ آئے تو ہمارا کام نہیں چلے گا حالانکہ چند مہینے پہلے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی میں انہیں کوئی خاص اہمیت حاصل نہ تھی۔ میر محمد اسحاق صاحب کو تو کوئی جانتا بھی نہ تھا اور حافظ روشن علی صاحب گو جماعتوں کے جلسوں پر آنے جانے لگ گئے تھے مگر لوگ زیادہ تر یہی سمجھتے تھے کہ ایک نوجوان ہے جسے دین کا

شوق ہے اور وہ تقریروں میں
مشق پیدا کرنے کے لئے آجاتا ہے
مگر حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کی وفات کے
بعد چند دنوں میں ہی خدا تعالیٰ نے
وہ عزت اور رعب بخشا کہ جماعت
نے یہ سمجھا کہ ان کے بغیر اب کوئی جلسہ
کامیاب ہی نہیں ہو سکتا۔ پھر کچھ عرصہ
کے بعد جب اُدھر میر محمد اسحاق
صاحب کو نظامی امور میں زیادہ
مصروف رہنا پڑا اور ان کی صحت
بھی خراب ہو گئی اور اِدھر حافظ
روشن علی صاحبؓ وفات پا گئے
تو کیا اس وقت بھی کوئی رخنہ پڑا؟
اس وقت اللہ تعالیٰ نے فوراً مولوی
ابوالعطاء صاحب اور مولوی
جلال الدین صاحب شمس کو کھڑا کیا
اور جماعت نے محسوس کیا کہ یہ پہلوں
کے علمی لحاظ سے قائم مقام ہیں۔"
(الفضل ۱۹ نومبر ۱۹۴۶ء)

پس الٰہی سلسلے اپنے بزرگوں کے وصال کے
بعد اُن سے جدا ہو کر صدمہ اور رنج تو محسوس کرتے
ہیں لیکن یہ درست نہیں (اگر کوئی ناسمجھ خیال کرے) کہ
کسی جانے والے کے بعد اس کی وجہ سے الٰہی سلسلے
کے کام میں کوئی رخنہ پیدا ہو سکتا ہے یا رخنہ پیدا ہو گیا
ہے۔ کیونکہ جب تک اللہ تعالیٰ اپنے قائم کردہ سلسلہ
کو بقاء اور زندگی عطا کرنا چاہتا ہے اُس وقت تک
ایک شخص کے اعمال پر فنا وارد کرنے کے بعد وہ دوسرے
افراد کھڑے کر دیتا ہے جو اسی قسم کے اعمال صالحہ بجا لاتے
ہیں اور اپنے لئے اور جماعت کے لئے اللہ تعالیٰ کے
فضلوں کو جذب کرنے والے ہوتے ہیں۔

ہمارے بزرگ، ہمارے بھائی، ہمارے
دوست مکرم مولوی جلال الدین صاحب شمس ہم سے جدا
ہوئے۔ خدا کی رضا کی خاطر انہوں نے اپنی زندگی کو گزارا
اور میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے اپنی وفات کے بعد
خدا تعالیٰ کی ابدی رضا کو حاصل کیا۔ ان کی وفات کے
بعد خدا تعالیٰ خود اس سلسلہ میں ایسے آدمی کھڑے
کرے گا جو اسی خلوص کے ساتھ اور جو اسی جذبۂ فدائیت
کے ساتھ اور جو اسی نورِ علم کے ساتھ اور جو اسی روشنیٔ
فراست کے ساتھ سلسلہ کی خدمت کرنے والے ہونگے
جس کے ساتھ مکرم مولوی جلال الدین صاحب شمس نے
سلسلہ کی خدمت کی تھی۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کا سلوک ہمارے
ساتھ ایسا ہی چلا آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ابھی یہ منشاء
نہیں اور خدا کرے کہ اس کی کبھی یہ منشاء نہ ہو کہ وہ
اس جماعت کو ہلاک اور تباہ کر دے کیونکہ اس سلسلہ
نے جسے خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے ابھی وہ
کام پورے نہیں کئے جو اس کے سپرد کئے گئے تھے۔
ابھی غیر مذاہب کے ساتھ عظیم جنگ جاری ہے۔
عیسائیوں، یہودیوں، ہندوؤں، لامذہب اور
بدمذہب اقوام کے خلاف روحانی جنگ ہو رہی ہے
اور اس جنگ میں ابھی ہمیں آخری فتح حاصل نہیں ہوئی

ہماری جماعت کے پھیلاؤ کے ساتھ اور ہماری بڑھتی ہوئی ضرورتوں کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ پہلے سے زیادہ اہل اور اس کی رضا میں محو ہونے والے اور اس کے نور سے حصہ لینے والے ایسے جرنیل پیدا کرتا چلا جائے گا جو اسلام کی اس فوج کو بہترین قیادت عطا کریں گے۔ ان کو آخری کامیابی کی طرف درجہ بدرجہ نہایت خاموشی کے ساتھ (کہ جہاں تک کہ ان کے نفوس کا تعلق ہے ایسے نفوس بے نفس ہوتے ہیں) اور عظیم شان کے ساتھ (جو جہاں تک نتائج کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے ایسے بندوں کو عطا کرتا ہے) اس فوج کو اسلام کی آخری فتح کی طرف لے جانے والے ہوں گے جس کا اللہ تعالےٰ نے وعدہ فرمایا ہے۔

پس ہمارے دل اپنے اس دوست کی جدائی کی وجہ سے بے شک دُکھی ہیں کیونکہ انسان کی فطرت ہی ایسی واقع ہوئی ہے کہ وہ جانے والے کے فراق کے نتیجہ میں دُکھ محسوس کرتا ہے لیکن جہاں تک سلسلہ احمدیہ کا تعلق ہے ایک شمس غروب ہوا تو اللہ تعالیٰ ہزار شمس اس پر چڑھائے گا اور اللہ تعالیٰ کا فضل اس جماعت کو اُس وقت تک حاصل ہوتا رہے گا جب تک یہ جماعت اور اس کے افراد اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے فضلوں اور اس کی برکتوں اور اس کی رحمتوں کے حصول کے اہل بنائے رکھیں گے۔ وہ قربانیاں دیتے رہیں گے اور ایثار کا نمونہ دکھاتے رہیں گے جو صحابہؓ نے خدا تعالیٰ اور اس کے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دکھایا تھا۔

غرض ہمارے دل دُکھی بھی ہیں اور اللہ تعالےٰ پر کامل بھروسہ رکھنے والے بھی ہیں کہ وہ سلسلہ کے کاموں میں کوئی رخنہ نہیں پڑنے دے گا جس کے نتیجہ میں یہ جماعت کمزور ہو جیسا کہ سلسلہ کے پہلے جانے والے بزرگوں کے بعد اُس نے شمس صاحب جیسے آدمی کھڑے کر دیئے اسی طرح وہ شمس صاحب کے جانے کے بعد شمس صاحب جیسے آدمی کھڑا کر دے گا۔

مکرم شمس صاحب نے جو خدمات سلسلہ کی کی ہیں اُن کی حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں بڑی قدر تھی۔ چنانچہ جب شمس صاحب انگلستان سے واپس تشریف لائے تو حضورؓ نے اس پیشگوئی (کہ سورج مغرب سے طلوع کرے گا) کا ایک بطن آپ کو بھی قرار دیا۔ آپ نے فرمایا:-

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی مغرب سے طلوع شمس کا ایک بطن اس وقت شمس صاحب کے ذریعہ پورا ہوا جبکہ وہ مغرب سے آئے"

(الفضل ۱۷ر اکتوبر ۱۹۳۶ء)

کیونکہ صحیح معنے اس پیشگوئی کے یہ تھے کہ مغربی اقوام جو ہیں وہ اسلام کی حقانیت اور صداقت کا عرفان حاصل کریں گی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آنا اپنے لئے عزت کا باعث سمجھیں گی پس اس کوشش میں جو بھی حصہ لیتا ہے وہ اسی شمس کا ایک حصہ ہے، ایک ظل ہے، ایک پرتو ہے جس کے متعلق

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ مغرب سے چڑھے گا۔ غرض جب آپ انگلستان سے واپس آئے تو چونکہ وہی کام آپ نے وہاں کیا تھا جو اس پیشگوئی میں درج ہے اس لئے حضورؓ نے فرمایا کہ اس کا ایک بطن شمس صاحب کا مغرب میں قیام اور وہاں سے واپس آنا بھی ہے۔

پھر شمس صاحب کے سپرد جب تصنیف و اشاعت کا کام کیا گیا تو حضرت مصلح موعودؓ نے اس پر خوشنودی کا اظہار فرمایا اور فرمایا:۔

"پھر تصنیف و اشاعت کا محکمہ ہے، یہ کام نیا شروع ہوا ہے لیکن ایک حد تک اس کی اٹھان بہت مبارک ہے شمس صاحب نے اس کام میں جان ڈال دی ہے۔"

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۵۲ء صفحہ ۳۰۔۳۱)

جو شخص خدا تعالیٰ کے لئے زندہ ہو وہ ہر اس کام میں زندگی پیدا کر دیتا ہے جسے وہ خدا تعالیٰ کے نام پر اور اس پر بھروسہ کرتے ہوئے شروع کرتا ہے۔

پھر شمس صاحب کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے "خالد" کا خطاب بھی دیا۔ حضورؓ نے جلسہ سالانہ ۱۹۵۶ء کی تقریر میں فرمایا:۔

"ایک بات میں یہ کہنی چاہتا ہوں کہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی خلافت کے وقت جب جلسے ہوئے تو حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ مخزن رمت ہو میرے پاس خالد ہیں جو (دلائل سے) تمہارا سر توڑ دیں گے۔ مگر اُس وقت سوائے میرے کوئی خالد نہیں تھا صرف میں ایک شخص تھا۔ چنانچہ پرانی تاریخ نکال کر دیکھ لو صرف میں ہی ایک شخص تھا جس نے آپ کی طرف سے دفاع کیا اور پیغامیوں کا مقابلہ کیا اور اُن سے چالیس سال گالیاں سُنیں۔ لیکن باوجود اس کے کہ ایک شخص اُن کی طرف سے دفاع کرنے والا تھا پھر بھی اللہ تعالیٰ نے اس کی زبان میں برکت دی اور ہزاروں ہزار آدمی مبایعین میں آکر شامل ہو گئے جیسا کہ آج کا جلسہ ظاہر کر رہا ہے۔ مگر یہ نہ سمجھو کہ اب وہ خالد نہیں ہیں۔ اب ہماری جماعت میں اس سے زیادہ خالد موجود ہیں۔ چنانچہ شمس صاحب ہیں، مولوی ابوالعطاء صاحب ہیں، عبدالرحمٰن صاحب خادم ہیں۔ یہ لوگ ایسے ہیں کہ جو دشمن کا منہ توڑ جواب دے سکتے ہیں اور دیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور اللہ تعالیٰ ان کی قلم میں اور ان کے کلام میں

زیادہ سے زیادہ برکت دے گا۔"

(الفضل ۱۵ مارچ ۱۹۵۸ء)

اب ان تین دوستوں میں سے جنہیں اُس وقت حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خالد قرار دیا تھا دو اپنے رب کو پیارے ہو چکے ہیں تیسرے کی زندگی اور عمر میں اللہ تعالیٰ برکت ڈالے اور لمبا عرصہ انہیں خدمت دین کی توفیق عطا کرتا رہے اور اللہ تعالیٰ ان کے لئے یہ مقدر کرے کہ وہ بے نفس ہو کر اور دُنیا کی تمام ملونیوں سے پاک ہو کر خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنے وقت کو اور اپنے علم کو اور اپنی قوتوں کو خرچ کرنے والے ہوں۔

دوستوں کو یہ نہ سمجھنا چاہئیے کہ جماعت میں صرف تین خالد تھے جن میں سے دو وفات پا چکے ہیں اب کیا ہو گا۔ خدا تعالیٰ کا ہمارے ساتھ یہی طریق رہا ہے کہ جب ہم میں سے ایک شخص جاتا ہے تو ہمیں اس کی جگہ ایک نہیں ملتا بلکہ دو، پانچ یا دس آدمی اس کے مقابلہ میں وہ ہمیں عطا کرتا ہے۔ اس کی نعمتوں کے خزانے غیر محدود ہیں اور ضرورت حقہ کے مطابق وہ اپنی قدرتوں اور اپنی طاقتوں سے اتنے آدمی پیدا کر دیتا ہے جتنے آدمیوں کی ہمیں ضرورت ہوتی ہے۔

خدا تعالیٰ نے جماعت کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے بہت سے نئے خالد پیدا کرنے ہیں ہمارے لئے سوچنے اور غور کرنے کا یہ مقام ہے اور ہمیں دُعا کرنی چاہیئے کہ خدا تعالیٰ ہماری کمزوریوں کو نظرانداز کر کے ہمیں اس گروہ میں شامل کرے جو خالد بننے والے ہیں، جو اس کی نگاہ میں خالد قرار دیئے جانے والے ہیں اور جو اس کے دشمنوں کو منہ توڑ جواب دینے والے ہیں۔ جن کی تقریروں اور تحریروں میں خدا تعالیٰ اپنے فضل سے برکت دینے والا ہے، جن کی تقریروں اور تحریروں سے دنیا فیض حاصل کرنے والی ہے، دنیا سکون حاصل کرنے والی ہے، دنیا ان راہوں کا عرفان حاصل کرنے والی ہے جو راہیں اللہ تعالیٰ کی رضا کی طرف لے جانے والی ہیں۔

جانے والا ہمیں بہت پیارا تھا لیکن جس نے اُسے بُلایا وہ ہمیں سب دُنیا سے زیادہ پیارا ہے۔ ہم اس کی رضا پر راضی ہیں اور ہم اس پر کامل توکل اور بھروسہ رکھتے ہیں کہ وہ ہمارے اس جانے والے بھائی سے پیار اور محبت کا سلوک کرے گا اور اس سے یہ امید رکھتے ہیں کہ جب ہماری باری آئے اور ہمیں اس کی طرف سے بُلاوا آ جائے تو وہ ہم سے بھی محبت اور پیار کا سلوک کرے گا۔ پھر ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس جماعت میں ہزاروں مخلص نوجوان پیدا کرتا چلا جائے کہ جب وہ اس کے پاس پہنچیں تو ان کے ساتھ بھی وہی محبت و پیار کا سلوک ہو جو محبت اور پیار کا سلوک شمس صاحبؓ کو ملا، جو محبت اور پیار کا سلوک میر محمد اسحاق صاحبؓ کو ملا، جو محبت اور پیار کا سلوک حافظ روشن علی صاحبؓ کو ملا اور جو محبت اور پیار کا سلوک مولوی عبدالکریم صاحبؓ کو ملا۔ رضوان اللہ علیہم اللّٰھم آمین"

(الفضل ۱۹ اکتوبر ۱۹۶۶ء)

حضرت مولانا جلال الدین شمسؓ کے علمی کارنامے

سیّدی حضرت میرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کے ایک مضمون کا اقتباس

قمر الانبیاء حضرت میرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ نے ۱۹۶۰ء میں ماہنامہ الفرقان کے "**حضرت حافظ روشن علیؓ نمبر**" (دسمبر ۱۹۶۰ء) میں ایک مقالہ "میرے استاد حضرت حافظ روشن علی صاحب مرحومؓ" کے عنوان سے تحریر فرمایا تھا۔ آپ نے حضرت حافظ صاحب رضی اللہ عنہ کے صفات میں ایک جگہ محترم مولانا جلال الدین صاحب شمسؓ کا بھی ذکر کیا ہے۔ آپ حضرت حافظ صاحبؓ کے ذکر میں تحریر فرماتے ہیں:-

"اگر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے خصوصی شاگردوں میں انہیں (حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ کو) **نمبر اوّل** پر شمار کیا جائے تو غلط نہیں ہوگا۔ طبیعت میں مزاح بھی تھا اور گفتگو میں بڑی شگفتگی ہوتی تھی۔ حضرت حافظ صاحب اپنے شاگردوں کے صرف استاد ہی نہیں تھے بلکہ مربی اور ہمدرد بھی تھے اور بے تکلفی کے ساتھ ان کے دکھ سکھ میں شریک ہوتے تھے۔ اپنے تبلیغی سفروں میں ہمیشہ ایک یا دو یا زیادہ شاگرد اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ یہ حضرت حافظ صاحب کے تعلیمی اور تدریسی پروگرام کا حصہ ہوتا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ساتھ حضرت حافظ صاحب کو بہت محبت تھی اور حضور بھی حضرت حافظ صاحب کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ چنانچہ ۱۹۲۴ء کے سفر ولایت میں حضور ان کو اپنے ساتھ لے گئے تھے۔ اس عاجز کے ساتھ بھی حضرت حافظ صاحب کو محبت تھی اور مجھے اپنے مستحق شاگردوں کی امداد کے متعلق توجہ دلاتے رہتے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ رسالہ الفرقان کے موجودہ ایڈیٹر محترم مولوی ابو العطاء صاحب کے متعلق ان کی طالبعلمی کے زمانہ میں

فرمایا کہ یہ نوجوان خرچ کے معاملہ میں کچھ غیر محتاط ہے مگر بڑا ہونہار اور قابلِ توجہ اور قابلِ ہمدردی ہے۔ کاش اگر حضرت حافظ صاحب

اِس وقت زندہ ہوتے

تو محترم مولوی ابوالعطاء صاحب اور محترم مولوی جلال الدین

صاحب شمس کے علمی کارناموں

کو دیکھ کر ان کو کتنی خوشی ہوتی کہ

میرے شاگردوں کے ذریعہ

میری یاد زندہ ہے۔ ع

خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں۔ اِس عاجز کو جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا آخری زمانہ اور حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی خلافت کا ابتدائی زمانہ جبکہ حضور اپنی صحت اور اپنی تبلیغی اور تربیتی گرمجوشی کے جوبن میں تھے اور ہم لوگوں کی طاقتیں بھی جوان اور خون گرم تھا یاد آتا ہے تو کیا بتاؤں کہ دل پر کیا گزرتی ہے بس یوں سمجھئے کہ ؎

دل میں اک درد اُٹھا آنکھوں میں آنسو بھر آئے
بیٹھے بیٹھے مجھے کیا جانئے کیا یاد آیا

۲۹/۱۰ خاکسار راقم آثم۔ مرزا بشیر احمد"

ایک عجیب اتفاق اور دلچسپ مناسبت

(ابوالعطاء)

جن دنوں مَیں مدرسہ احمدیہ قادیان کی پہلی جماعت میں داخل ہوا اس وقت مولانا شمس صاحبؓ مدرسہ احمدیہ کی پانچویں جماعت میں تھے۔ دو ایک سال بعد میں نے دیکھا کہ شمس صاحب مدرسہ میں علمی رنگ میں امتیاز رکھتے ہیں، انہیں تبلیغِ احمدیت کا خاصہ شوق ہے میں نے شروع سے ہی انکے ساتھ ایک مناسبت محسوس کی تھی۔ مدرسہ کی اور بعد ازاں میدانِ عمل کی سالہا سال کی رفاقت سے باہمی تعلقات بڑھتے گئے وہ تو بہت لمبی داستان ہے مگر ایک عجیب اتفاق اور دلچسپ مناسبت یہ ہے کہ حضرت مولانا شمسؓ کے والد صاحب بھی حضرت مسیح موعودؑ کے ابتدائی پرانے صحابی تھے اور میرے والد صاحب بھی حضورؑ کے پرانے صحابی تھے ہر دو کا ایک ہی نام تھا یعنی امام الدینؓ۔ دونوں بہشتی مقبرہ قادیان میں مدفون ہیں —— مولانا شمس صاحبؓ کی والدہ صاحبہ کا اسم گرامی بھی عائشہ بی بی تھا اور میری والدہ صاحبہ کا اسم گرامی بھی محترمہ عائشہ بی بی تھا۔ میری والدہ جدہ قادیان کے بہشتی مقبرہ میں قطعہ صحابہ میں دفن ہیں اور محترم شمس صاحب کی والدہ ماجدہ پاکستان آکر بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہوئیں —— مولانا شمس صاحبؓ کی بیگم صاحبہ کا نام نامی بھی سعیدہ بیگم ہے اور میری موجودہ اہلیہ محترمہ کا نام بھی سعیدہ بیگم ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُّجَنَّدَةٌ کہ ارواح میں بھی ایک مناسبت ہوتی ہے اور انکے بھی لشکر مقرر ہیں جہاں تعارف ہو جائے انس و مودت پیدا ہو جاتی ہے۔ ہمارا کام بھی خدمتِ دین کے لحاظ سے ایک ہی ہے اگرچہ میں بڑا نالائق ہوں مگر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ اور دیگر بعض بزرگوں نے بھی بالعموم ہم دونوں کو ایک ساتھ ذکر فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کو پاک لوگوں میں شامل کرے اور مقدور بھر خدمتِ دین کی توفیق بخشے۔ آمین یا ربّ العالمین۔

حضرت مولانا شمس صاحب رضی اللہ عنہ

(جناب شیخ روشن دین صاحب تنویر۔ ایڈیٹر الفضل)

شہیدِ مسیح الزماں ہو گیا تُو
فنا ہو کے بھی جاوداں ہو گیا تُو

عناصر کے جالوں سے آزاد ہو کر
روانہ سُوئے آشیاں ہو گیا تُو

زمیں کے غباروں سے دامن جھٹک کر
ہم آغوشِ نورِ جناں ہو گیا تُو

خلوص ایسا سجدوں میں تو نے دکھایا
ز سر تا قدم آستاں ہو گیا تُو

ترا نام اور کام روشن رہے گا
کہ منزل کا سنگِ نشاں ہو گیا تُو

شمسؓ ما

(از حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر ایڈوکیٹ لائل پور)

پیکرِ ایمان و عرفاں شمسِ ما　　واقفِ اسرارِ قرآں شمسِ ما
عندلیبِ بوستانِ احمدی　　از معارف گوہر افشاں شمسِ ما
یادگارِ حافظِ روشن علیؓ　　ماہِ رخشاں مہرِ تاباں شمسِ ما
در بدر مجموعۂ علم و عمل　　سربسر شمشیرِ برہاں شمسِ ما
احمدی اخلاق را آئینہ دار　　جملگی درویشِ یزداں شمسِ ما
ہم بہ لندن نغمہ پردازِ ہدیٰ　　ہم دمشق اندر حدی خواں شمسِ ما
ہم بہ مشرق نورِ علمش در رسید　　ہم بہ مغرب شد درخشاں شمسِ ما
از برائے احمدیت خالدے　　مردِ میداں سیفِ یزداں شمسِ ما

از درِ تقریرہا بارندہ میغ
از سرِ تحریرہا بُرّندہ تیغ

یاد آید خوبئ گفتارِ اُو　　دامنِ دل مے کشد کردارِ اُو
چشم ہا در یادِ اُو خوں نابہ بار　　بر زباں ہا مے رود اذکارِ اُو
سابق الخیرات آمد آنچناں　　پا ربودہ بہتر از بیرارِ اُو
محورِ اُو در جہاں تبلیغِ دیں　　احمدیت مرکزِ پرکارِ اُو
ہمتِ والائے اُو را درنگر　　وا بہ بیں قربانی و ایثارِ اُو

زیستن در خدمتِ دینِ متیں
ہم بہ دُنیا یافتن خلدِ بریں

احمدی نوجوانوں سے خطاب

(مولانا جلال الدین صاحب شمسؓ کا کلام)

خونِ دل سے سینچ کر اے احمدی نوجواں
ملّتِ اسلام کا شاداب کر دے بوستاں

دیدنی ہو رنگ شانِ ہر نہالِ گلستاں
طائرانِ قدس آ آ کر بنائیں آشیاں

کثرتِ گلہائے گوناگوں سے رنگیں ہو چمن
وجد آور ہو نوائے طوطیٔ شکّر فشاں

رنگ لائے تیری سعیٔ پیہم و حسنِ عمل
باغِ دینِ مصطفےٰؐ بن جائے پھر رشکِ جناں

ہر طرف اٹکھیلیاں کرتی پھرے بادِ بہار
نکہتِ گل سے مہک اُٹھیں زمین و آسماں

خوب چمکے ہر طرف اسلام کا حسنِ شباب
اور لہرائے جہاں میں پرچمِ امن و اماں

مذہبِ تثلیث کا مٹ جائے دنیا سے نشاں
گونج اٹھیں نعرۂ توحید سے ہفت آسماں

ایک ہی معبود ہو اللہ حَیٌّ لَا یَمُوْت
لَا اِلٰہَ غَیْرُہٗ کی چار سُو گونجے اذاں

ساری دنیا مان لے حکمِ محمد مصطفےٰؐ
قائدِ پیغمبراں و بادشاہِ دو جہاں

آتشِ بغض و حسد سے ہو دلِ دشمن کباب
یاس و نومیدی و ناکامی سے وہ ہو نیم جاں

اے جواں بخت و جواں ہمت جواں سال احمدی
مردِ میداں بن کے اُٹھ تو اے خدا کے پہلواں

جانتا بھی ہے یہ عہدِ مصلح موعود ہے
عہدِ محبوبِ خدا فضلِ عمر پیرِ جواں

دَور میں اس کے مقدر ہے فتح اسلام کی
وہ ہے منصورِ خدا اور اس کی رحمت کا نشاں

ہوشیار! آج امتحانِ ہمّتِ مردانہ ہے
کام وہ کر جس پہ عش عش کر اٹھے سارا جہاں

لوگ کہتے ہیں خزاں میں آ نہیں سکتی بہار
لا کے دکھلا دے خزاں میں تو بہارِ جاوداں

دستِ ہمّت سے نہ چھوٹے دامنِ سعیٔ عمل
نورِ حق سے جگمگا اُٹھیں زمین و آسماں

پائے استقلال میں جنبش کبھی نہ آنے پائے
ورنہ ہو جائیں گی ضائع تیری سب قربانیاں

وہ کہاں ایٹم میں جو قوت ہے استقلال میں
یہ اُڑا دیتا ہے ساری قوتوں کی دھجیاں

روشنی دنیا کو پہنچانا ہے تیرا کام شمس
تیرے دشمن ہیں تو ہوں ظلمت پسندانِ جہاں

(الفضل ۲۰ مئی ۱۹۵۱ء)

دل تڑپ اُٹھتا ہے رہ رہ کر برائے قادیاں

مولینا جلال الدین صاحب شمسؓ کے جذبات

اللہ اللہ رونقِ ارض و سمائے قادیاں
میری آنکھوں میں مرے دل میں ضیائے قادیاں

آہ وہ کیفیتِ صبح و مسائے قادیاں
دل تڑپ اُٹھتا ہے رہ رہ کر برائے قادیاں

ولولے دل میں یہ اُٹھتے ہیں برائے قادیاں
ہر جگہ عالم میں لہرائے لوائے قادیاں

دل سراپا درد بن جاتا ہے جب آتے ہیں یاد
حامیٔ دینِ محمّد میرزائے قادیاں

گلشنِ اسلام کے ایسے گُلِ رعنا تھے وہ
جس کی خوشبو سے مہک اُٹھی فضائے قادیاں

مسجدِ اقصےٰ، مبارک، نور ہیں پیشِ نظر
اور وہ آرام گاہِ اتقیائے قادیاں

اُن کو حرصِ جاہِ دنیا خواہشِ عقبیٰ اسے
بڑھ کے ہے شاہانِ عالم سے گدائے قادیاں

آگیا ہے گوہرِ مقصود ہاتھ آنے کا وقت
مژدہ اے غوّاصِ دریائے وفائے قادیاں

ابتدا سے تھی یہ خواہش حضرتِ محمود کی
کاش میں دنیا میں پہنچاتا ندائے قادیاں

شکر للہ وہ تمنّا آج پوری ہو گئی
جس طرف بھی جاؤ آتی ہے نوائے قادیاں

نُورِ حق پھیلے جہاں میں ظلمتیں کافور ہوں
شمسؔ چمکیں شمس بن کر ذرّہ ہائے قادیاں

(الفضل ۱۲ مارچ ۱۹۵۸ء)

بلادِ عربیہ میں تبلیغِ احمدیت اور حضرت مولانا شمس صاحبؓ

احمدیت اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا نام ہے۔ اسلام کی اشاعت تبلیغ و ارشاد سے ہوئی ہے اور آئندہ بھی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ کہ مسلمانوں کی کامیابی کی کلید یہ ہے کہ ان میں ہمیشہ ایک ایسی جماعت موجود ہو جس کا کام شب و روز دعوت الی الاسلام ہو، وہ امر بالمعروف کرنے والے ہوں اور نہی عن المنکر ان کا شیوہ ہو۔ یہی لوگ کامیاب ہونگے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت جمالی ہے۔ اسلام کا پیغام دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لئے آپ مبعوث ہوئے ہیں۔ اس زمانہ میں ایک طرف اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمتِ بالغہ سے نشر و اشاعت کے غیر معمولی اور عدیم المثال اسباب و ذرائع پیدا کر دیئے ہیں اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو ایسی جماعت عطا فرما دی ہے جو اسلام کی راہ میں جان و مال قربان کرنے والی ہے۔ جس کے نوجوان اپنی زندگیاں بصد شوق دین کی خدمت کے لئے وقف کرنے والے ہیں۔

مولانا جلال الدین صاحب شمسؓ موضع سیکھواں (نزد قادیان) کے رہنے والے تھے۔ ان کے والد ماجد کو اللہ تعالیٰ نے یہ سعادت بخشی کہ وہ اوائل زمانہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لائے اور صحبت کا شرف حاصل کیا۔ انہوں نے اپنے بیٹے کو خدمتِ دین کے لئے وقف کر دیا۔ پاک زمانہ تھا، اعلیٰ ترین مصاحبت نصیب ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت میاں امام الدین سیکھوانیؓ کے فرزند کو نوازا۔ ۱۹۱۹ء میں مدرسہ احمدیہ قادیان سے مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا۔ کچھ عرصہ مبلغین کلاس میں حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ سے تعلیم حاصل کی۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ ۱۹۲۴ء میں سفرِ یورپ سے واپسی پر بلادِ عربیہ میں باقاعدہ مشن جاری کرنے کا عزم لے کر آئے تھے۔ حضورؓ کی نگاہِ انتخاب مولانا شمسؓ پر پڑی۔ حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ کی معیت میں مولانا شمس صاحبؓ کو دمشق بھجوایا گیا۔ تعارف کرانے کے بعد حضرت شاہ صاحبؓ واپس آگئے اور مولانا شمس صاحبؓ بلادِ عربیہ میں باقاعدہ مشن کے انچارج مقرر ہوئے۔

بلادِ عربیہ میں احمدیت کا پیغام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عہد سعادت عہد میں ہی پہنچ گیا تھا۔ آپ کی عربی تصنیفات بیشتر ممالک میں بھیجی جا چکی تھیں۔ حمامۃ البشریٰ، تحفہ بغداد اور دیگر کتابیں اہل علم کے ہاتھوں میں پہنچ چکی تھیں۔ اشتہارات بھی شائع ہو چکے تھے۔ متعدد سعادت مند انسان مختلف ممالک میں احمدیہ عقائد کو قبول کر چکے تھے۔ پھر خلافتِ اولیٰ کے بابرکت زمانہ میں بھی اشاعت کا یہ سلسلہ جاری رہا۔ مگر خلافتِ ثانیہ کے دور میں تو بیرونی ممالک میں احمدیت کی تبلیغ کا خوب خوب چرچا ہوا۔ بلادِ عربیہ میں حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ نے شام و لبنان میں اور حضرت شیخ محمود احمد صاحب عرفانیؓ نے مصر وغیرہ میں اپنے اپنے دائرہ میں احمدیت کا پیغام پہنچایا لیکن احمدیت کی تبلیغ بطور مشن شمس صاحبؓ کے زمانہ سے شروع ہوئی۔

مولانا شمس صاحبؓ نے کم و بیش چھ برس بلادِ عربیہ میں بسر کئے۔ شروع شروع میں آپ نے دمشق میں کام شروع کیا جس کے نیک نتائج نکلنے شروع ہو گئے۔ الاستاذ منیر الحصنی جو حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ کے پرانے شاگرد تھے مولانا شمس صاحبؓ کے ذریعہ احمدیت میں داخل ہو گئے۔ مخالفت بڑھ گئی۔ علماء کی اشتعال انگیزی کے نتیجہ میں ایک جاہل نوجوان نے شمس صاحبؓ پر خنجر سے حملہ کیا۔ زخم سخت خطرناک تھا مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو بچا لیا۔

شام میں فرانسیسی انتداب تھا۔ فرنچ گورنمنٹ نے شمس صاحبؓ کو شام سے چلے جانے کا حکم دیا۔ آپ نے بذریعہ تار حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ سے بغداد جانے کی اجازت طلب کی۔ حضورؓ نے مولانا کو ہدایت فرمائی کہ آپ حیفا (فلسطین) میں چلے جائیں۔ حیفا میں بھی علماء کی شورشیں بدستور تھیں۔ مولانا شمس صاحبؓ کو اللہ تعالیٰ نے علماء کے مقابلہ کی توفیق بخشی۔ آپ نے جرأت کے ساتھ اُن سے مباحثات کئے جس سے عوام پر اچھا اثر ہوا۔ مخالفت بھی بھڑکی مگر احمدیت کا چرچا بھی گھر گھر ہونے لگا۔

ہر کام میں اللہ تعالیٰ کی حکمت ہوتی ہے حیفا کے قریب عکا (فلسطین) میں فرقہ شاذلیہ کے رئیس شیخ ابراہیم کو کافی عرصہ پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عربی خط وصول ہوا تھا۔ وہ صوفی مشرب انسان تھے انہوں نے اپنے مریدوں کو کہا تھا کہ یہ خط محفوظ رکھو تمہیں حیفا سے امام مہدی کا پیغام ملے گا۔ مولانا شمس صاحبؓ کے حیفا آنے پر جب احمدیت کی آواز اُن لوگوں کے کانوں تک پہنچی تو اُن میں سے بہت سے نیک دل لوگوں کو احمدیت کے قبول کرنے کی توفیق مل گئی۔ حیفا پہنچتے ہی اللہ تعالیٰ نے مولانا

شمس رضی اللہ عنہ کو اچھے ساتھی اور مخلص رفیق عطا فرمائیے اور احمدیت کا پودا ان ممالک میں قائم ہوگیا۔

علماء کی طرف سے فتووں کے علاوہ گاہے گاہے مخالفانہ پمفلٹ بھی شائع ہوتے تھے جن کے جواب مولانا شمس صاحب لکھتے، چھپواتے اور شائع کرتے تھے۔ عیسائیوں سے بھی مقابلے جاری رہتے تھے۔ فلسطین کے علاوہ سال میں ایک آدھ مرتبہ مصر کا سفر بھی مولانا کو درپیش آتا تھا۔ وہاں بھی جماعت تھی۔

نئے احمدیوں کی پدرانہ شفقت کے ساتھ تربیت کرنا مبلغ کا اولین فرض ہے مولانا یہ فرض بھی باسلوب احسن ادا فرماتے رہے۔ ان لوگوں کی تعلیم کا بھی خیال رکھتے۔ [illegible] دیکھا ہے کہ بلادِ عربیہ کے سب احمدی احباب مبلغ کو روحانی باپ اور خلیفۃ المسیح کا نمائندہ سمجھتے ہیں اور اس سے نہایت محبت سے پیش آتے ہیں۔

مولانا شمس صاحب رضی اللہ عنہ نے اگست ۱۹۳۱ء تک بلادِ عربیہ میں کام کیا ہے۔ اس وقت میں نے جا کر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے حکم سے آپ سے چارج لیا تھا۔ میں یہ شہادت ادا کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ مولانا شمس صاحب نے اپنے زمانہ میں بلادِ عربیہ میں نہایت عمدہ کام کیا ہے۔ نہایت جانفشانی سے احمدیت کا پیغام پہنچایا ہے اور پوری تندہی سے مخالفین اسلام کا رد کیا ہے۔ آپ نے عیسائی پادریوں کے رد میں پمفلٹ بھی لکھے، ان سے مناظرات بھی کئے۔ بہائیوں کی بھی تردید کی۔ مخالف علماء کے اعتراضات کے بھی جواب دیئے۔ غرض آپ کا کام نہایت شاندار تھا۔ آپ نے بعد کے جانے والے مبلغین کے لئے نہایت عمدہ بنیاد قائم کر دی۔ آپ نے الکبابیر میں مسجد محمود کی بنیاد بھی رکھی تھی۔ آپ فلسطین سے واپسی کے وقت ایک مخلص اور فدائی جماعت چھوڑ کر آئے تھے۔ جزاہ اللہ عنا احسن الجزاء۔

مجھے یاد ہے کہ میں نے اُن کی واپسی سے پہلے جب اُن سے مشورہ کیا کہ اپنا پریس قائم کرکے ماہوار عربی رسالہ جاری کر دیا جائے تو مولانا نے مالی دشواریوں کے باعث اسے مشکل قرار دیا تھا مگر اُن کی تیار کردہ مخلص جماعت کا یہ حال تھا کہ جونہی ہم انہیں الوداع کہہ کر ریلوے سٹیشن سے دارالتبلیغ میں جمع ہوئے اور میں نے احباب کے سامنے یہ تجویز رکھی تو سب نے فوراً لبیک کہا اور قربانی کے لئے تیار ہو گئے۔ چنانچہ پہلے سہ ماہی اور پھر ماہوار "البشریٰ" جاری ہوگیا اور اللہ تعالیٰ نے پریس لگانے کی بھی توفیق دی اور باقاعدہ مدرسہ احمدیہ بھی قائم ہوگیا اور مسجد محمود بھی مکمل ہوگئی۔

میں علیٰ وجہ البصیرت جانتا ہوں کہ میرے زمانہ میں تبلیغ، تعلیم اور تربیت کا جو کام آگے بڑھا اس میں مولانا مرحوم کا بہت حصہ تھا۔ انہوں نے پودے لگائے اور ہم نے پھل کھائے۔ اس لئے میں تو ہمیشہ اُن کے لئے دعا کرتا رہا ہوں اور اب بھی کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور سلسلہ احمدیہ کو اُن جیسے بلکہ اُن سے بڑھ کر دین کے مخلص خادم عطا فرماتا رہے آمین۔

بلادِ عربیہ میں مولانا کے اچھے اخلاق کا تذکرہ یہودی اور عیسائی بھی کرتے تھے۔ جس مکان میں مولانا شمس صاحبؓ ۳۱-۱۹۳۲ء میں حیفا میں رہتے تھے وہ ایک عیسائی کا تھا۔ اس کے رشتہ داروں میں ایک پادری بھی تھا۔ مولاناؓ کے پاس رات دن تبلیغی پرچے رہتے تھے۔ احباب کی آمدورفت رہتی تھی۔ نمازیں بھی اسی مکان میں ہوتی تھیں۔ اسی مکان میں مولانا کے پڑوس میں ایک یہودی خاندان رہتا تھا۔ یہ سب مولانا کے اعلیٰ اخلاق کے مدّاح تھے اور ان سب سے مولانا کا سلوک بہت اچھا تھا۔ آپ اُن کو تبلیغ بھی کرتے رہتے تھے۔ جب میں فلسطین پہنچا ہوں تو پہلے ایک سال تک تو وہی مکان رہا پھر ہمیں ضرورت کے ماتحت دوسری جگہ ایک وسیع مکان کرایہ پر لینا پڑا۔ ہمارے مکان چھوڑنے پر پڑوسیوں نے اور مالک مکان عیسائی نے افسوس کا اظہار کیا۔

کتابوں اور ٹریکٹوں کی طباعت مولانا جن پریسوں میں کراتے تھے وہ سب بھی مولانا کے حسن معاملہ کے مدّاح تھے۔

کبابیر میں بڑی جماعت تھی، مولاناؓ کو بسا اوقات ان کی تربیت کے لئے جانا پڑتا تھا۔ دوستوں نے ایک بالاخانہ مولانا شمسؓ کے لئے مخصوص کر رکھا تھا اور آپ گھر کی طرح احباب کے درمیان زندگی بسر کرتے تھے۔

کبابیر کے بعض بڑے بوڑھے بھی مولاناؓ سے مزاحیہ گفتگو کیا کرتے تھے اور خوش ہوتے تھے۔ الحاج عبد القادر عودہ مرحوم جن کی عمر اُس وقت نوّے سال کے لگ بھگ تھی، ہر نماز میں ضرور آتے اور مولانا سے ضرور کوئی دل لگی کی بات کرتے مسجد محمودؓ گاؤں سے ذرا باہر بنائی گئی۔ مولاناؓ اس کی تعمیر کی خود نگرانی کرتے تھے۔ مسجد تکمیل کی آخری منزلوں میں تھی، کہ مولانا شمس صاحبؓ خاکسار کو چارج دیکر واپس تشریف لے آئے۔

مسجد محمودؓ کے ساتھ میں نے چھوٹا سا دار التبلیغ بھی بنایا۔ وہاں پر باہر سے بھی دوست آتے اور اپنے احباب بھی بعد نماز و درس دار التبلیغ میں جمع ہو جاتے اور

تعلیم و تربیت کی باتیں ہوتیں۔ محترم الحاج عبد القادر عودہ مرحوم آخری دنوں تک نمازوں کے لئے مسجد میں آتے اور اپنی ظرافت سے ہمیں محظوظ کرتے رہتے۔ غفر اللہ لہٗ۔

عربی ممالک میں قرآن مجید کی صحیح تفسیر کے پیش کرنے کی بہت ضرورت ہے۔ پرانی تفسیروں کے قصوں سے نو تعلیم یافتہ لوگ بیزار ہیں۔ وہ اس بات کو باور کرنے کے لئے ہرگز تیار نہیں کہ قرآن مجید کے حقائق و معارف ختم ہو گئے ہیں۔ عقیدتاً وہ قرآن مجید کو عالمگیر کتاب مانتے ہیں لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ قرآن مجید کی صحیح تفسیر ان تک پہنچائی جائے۔ پادریوں کے اعتراضات کے جواب ان کو بتائے جائیں۔ مصر اور شام میں ہزاروں روحیں اس کی پیاسی ہیں۔ مولانا شمس صاحب کو اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید کا علم دیا تھا۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تفسیری حقائق و معارف کو بیان کرنا آپ کا طریق کار تھا۔ ان معارف کو سن کر ان ممالک کے تعلیم یافتہ لوگ عش عش کر اٹھتے ہیں۔ میں نے جب رسالہ البشریٰ جاری کیا اس کے تفسیری حصہ سے بہت سے غیر احمدی نوجوانوں نے بھی خاص دلچسپی کا اظہار کیا تھا۔ مولانا شمس رض کا درس قرآن اپنے اندر خاص رنگ رکھتا تھا۔ کبابیر کے احمدی تو مبلغین سلسلہ سے روزانہ بعد نماز مغرب تفسیر قرآن کریم سننے کے عاشق تھے اور یہ چاٹ ان لوگوں کو شروع میں مولانا شمس صاحب رض نے ہی لگائی تھی۔

فلسطین کے ابتدائی مبلغین کھانے وغیرہ کا انتظام خود کرتے تھے۔ سالن خود پکا لیتے تھے اور روٹی بازار سے پکی پکائی مل جاتی تھی۔ مولانا شمس صاحب رض کا بھی یہی دستور تھا۔ مولانا کا طریق زندگی بہت سادہ تھا۔ ہر قسم کے تکلف سے آپ دور رہتے۔ جو میسر آتا تھا شکر سے تناول فرماتے تھے۔ مجھے فلسطین کے بعض دوستوں نے بتایا تھا کہ بعض اوقات کثرت کار کی وجہ سے مولانا کھانا کھانا بھول جاتے تھے اور مسلسل کام کرتے رہتے تھے کچھ عسر تنگی کے ایام بھی آئے تھے۔ فلسطین کے مخلصین متعدد دفعہ مولانا کی اور دوسرے مبلغین کی خدمت کرتے رہتے تھے۔ وہاں کا دستور ہے کہ گھر پر ہر آنے والے کو قہوہ ضرور پیش کیا جاتا ہے جو شروع میں مبلغین خود ہی تیار کرتے تھے۔ یہاں آنے والے دوستوں کا بھی یہ طریق ہوتا تھا کہ وہ ملاقات کے لئے آتے ہوئے کوئی پھل وغیرہ بطور تحفہ لاتے تھے جو سب حاضرین مل کر کھاتے تھے۔ اس طرح سے اخوت اور مودت بڑھتی تھی اور یہ چھوٹی سی پاکیزہ برادری ترقی کرتی رہتی تھی۔ کبابیر کے احباب زمیندار ہیں۔ ان کے انجیروں کے درخت بہت مزہ دیتے تھے۔ مسجد محمود رض کے قریب پہاڑی پر یہ درخت اپنی شہد سے بھری ہوئی سفید انجیروں کے ساتھ بہت بھلے معلوم ہوتے تھے اور کھانے کا بہت لطف ہوتا تھا۔

چارج دینے سے پہلے مولانا میری موجودگی میں جتنے دن حیفا و کبابیر میں رہے خوب بے تکلفی رہی اور دعوتوں کا سلسلہ جاری رہا۔ کبھی کبھی انجیروں کے پودوں تلے بھی دعوت ہوتی تھی۔ مولانا کی الوداعی پارٹی میں احباب جماعت کے علاوہ بعض مسیحی اور یہودی بھی شامل ہوتے تھے۔ انہوں نے بھی اپنے تاثرات کا اظہار کیا تھا اور مولانا کو خراج تحسین ادا کیا تھا۔ خلاصہ یہ ہے کہ حضرت مولانا شمس رضی اللہ عنہ نے بلاد عربیہ میں نہایت مستحکم بنیاد اشاعت اسلام اور تبلیغ احمدیت کی قائم کی ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء ورفع درجاتہ فی الجنۃ العلیا۔

بے تکلفی کا ایک واقعہ

"قصّہ مولانا کی پگڑی کا"

(ابو العطاء)

میرا دل چاہتا ہے کہ میں اس نمبر میں ایک نجی قسم کا واقعہ بھی درج کر دوں جس سے بے تکلفی اور خوش طبعی کے ماحول کا کچھ اندازہ ہو سکے۔ مولانا شمس صاحبؓ مجھ سے مدرسہ میں پانچ سال آگے تھے تبلیغی میدان میں بھی ہم آگے پیچھے رہے ہیں فلسطین سے واپسی پر میں زیادہ تر تعلیمی لائن میں جامعہ احمدیہ اور جامعۃ المبشرین وغیرہ میں کام کرتا رہا اور وہ انگلستان گئے اور پھر آکر انتظامی لائن میں منسلک ہو گئے لیکن تبلیغی میدان ہماری مشترک جولانگاہ رہی۔

پانچ چھ سال گزرے کہ سیالکوٹ میں ہماری جماعت کا جلسہ تھا۔ دیگر علماء کے علاوہ محترم مولانا شمس صاحب اور خاکسار بھی وہاں گئے۔ ہماری رہائش ایک ہی جگہ تھی۔ ایک روز نماز فجر کے بعد میں حسبِ معمول سیر کو گیا مکرم چوہدری ظہور احمد صاحب آڈیٹر اور ایک دو دوست اور بھی ہمراہ تھے۔ مولاناؒ نے کہا کہ میں تو کچھ آرام کروں گا۔ ہم سیر سے واپس آ رہے تھے ہمارے بزرگ دوست سید حکیم پیر احمد صاحب راستہ میں ملے اور فرمایا کہ ناشتہ میرے ہاں ہے۔ قریب ہی مکان ہے مولانا شمس صاحبؓ آگئے ہیں آپ بھی یہیں چلے چلیں۔ میں رات کے

لباس میں تہ بند اور ٹوپی کے ساتھ تھا۔ انہوں نے کہا کہ کیا حرج ہے۔ مکان پر پہنچے تو محترم حکیم صاحب کے صاحبزادہ کیمرہ لئے کھڑے تھے کہ میں آپ سب کا فوٹو لینا چاہتا ہوں۔ میں نے کپڑوں کی وجہ سے کچھ معذرت کرنی چاہی مگر مولانا اور احباب نے کہا کہ کوئی حرج نہیں آپ اچھے بھلے نظر آتے ہیں سب ساتھیوں سمیت فوٹو ہو گیا۔ پھر تقاضا ہوا کہ فوٹوگرافر صاحب ایک فوٹو مولانا شمس صاحب کا علیحدہ لیں گے اور ایک میرا علیحدہ لیں گے۔ چنانچہ مولانا کا علیحدہ فوٹو لے لیا گیا مجھے ٹوپی کے ساتھ علیحدہ فوٹو کھچوانے میں قدرے تامل تھا۔ مولانا نے فرمایا کہ اچھا میری پگڑی سر پر رکھ لیں اور فوٹو کھچوائیں۔ چنانچہ میرا بھی علیحدہ فوٹو ہو گیا۔ اب مولانا کہنے لگے کہ پگڑی واپس دی جائے۔ میں نے ان کی پگڑی ہاتھ میں تھام کر کہا کہ پہلے آپ ایک واقعہ سُن لیں پھر پگڑی کا فیصلہ ہو گا۔ میں نے سُنایا کہ جن دنوں میں حضرت حافظ روشن علی صاحب رضی اللہ عنہ کے پاس پڑھتا تھا اور میرا آخری سال تھا تو ہم دونوں (حضرت حافظ صاحبؓ اور خاکسار) جماعت احمدیہ دہلی کے سالانہ جلسہ پر تقاریر کے لئے گئے۔ جلسہ ختم ہوتے ہی نظارت دعوۃ و تبلیغ

کا تار حضرت حافظ صاحب کے نام آیا کہ سانڈھن ضلع آگرہ میں بھی جلسہ مقرر ہو گیا ہے آپ وہاں بھی تشریف لے جائیں۔ حضرت حافظ صاحبؓ کی طبیعت علیل تھی انہوں نے مجھے اکیلا سانڈھن بھیج دیا اور خود دہلی میں علاج معالجہ کرتے رہے۔ سانڈھن کی روانگی کے وقت حضرت حافظ صاحبؓ نے اپنی سبز پگڑی جو آپ ۱۹۲۴ء میں سفرِ ولایت کے وقت پہن کر گئے تھے مجھے پہننے کا حکم دیا۔ غالباً انہوں نے محسوس کیا تھا کہ میری سفید پگڑی میلی ہو گئی تھی۔ سانڈھن سے واپسی پر دہلی میں جب میں نے پگڑی اُتار کر واپس کرنی چاہی تو انہوں نے فرمایا کہ پہنے دیں۔ انہوں نے دوسری نئی سبز پگڑی باندھ لی تھی۔ ہم دہلی سے امرتسر آئے۔ گاڑی سے اُتر کر رات گزارنے کے لئے امیر جماعت احمدیہ امرتسر حضرت ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب مرحوم کے مکان پر پہنچے۔ علی الصبح قادیان کو روانگی سے پہلے ہم دونوں نچلے صحن میں کرسیوں پر بیٹھ کر ناشتہ کر رہے تھے، دونوں کے سروں پر سبز پگڑیاں تھیں کہ محترم ڈاکٹر محمد منیر صاحب امرتسری (پسر ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب مرحوم) سامنے سے سیڑھیوں سے اُترتے آتے ہی انہوں نے حضرت حافظ صاحبؓ سے ہنستے ہوئے کہا کہ یہ شاگرد کو دستار بندی کرا دی ہے؟ حضرت حافظ صاحبؓ نے مسکرا کر جواب دیا کہ ہاں۔ ہم قادیان پہنچے۔ میں حضرت حافظ صاحبؓ کی پگڑی تہہ کر کے اُن کے گھر واپس کرنے کے لئے گیا۔ فرمانے لگے تمہیں ڈاکٹر محمد منیر صاحب کی بات یاد نہیں؟ میں نے کہا کہ وہ تو مذاق تھا۔ فرمانے لگے نہیں نہیں۔ اب تم اس پگڑی کو پہنے رہو۔ میں واپس نہیں لے سکتا۔ چنانچہ میں نے وہ سبز پگڑی بھی پہنی اور اس کے بعد بھی سالہا سال تک سبز پگڑی پہنتا رہا۔

میں نے یہ واقعہ سُنا کر یا تھا میں مولانا شمس صاحبؓ کی تھامی ہوئی پگڑی کے بارے میں اُن سے دریافت کیا کہ فرمائیے کیا اب بھی آپ پگڑی واپس لینا چاہتے ہیں؟ پھر میں نے کہا کہ ایک اور واقعہ بھی سُن لیں وہ یہ ہے کہ حضرت مولوی مطیع الرحمٰن صاحبؓ بنگالی مبلغ امریکہ جب امریکہ جانے لگے تو انہوں نے عام لنگی پہنی ہوئی تھی۔ میرے سر پر سبز نئی پگڑی تھی۔ میں نے اُن سے پوچھ لیا کہ آپ نے بیرونی ممالک کے مبلغین کے دستور کے مطابق سبز پگڑی کیوں نہیں پہنی؟ انہوں نے فرمایا کہ کوشش کے باوجود دستیاب نہیں ہو سکی۔ میں نے جھٹ اپنے سر پر سے سبز پگڑی اُتار کر انہیں پیش کر دی اور محض کلاہ لیکر گھر آ گیا اور دوسری پگڑی باندھی۔ یہ واقعہ سُنا کر میں نے پھر مولانا سے دریافت کیا کہ کیا اب بھی آپ پگڑی واپس لینا چاہتے ہیں؟ یہ ساری گفتگو نہایت بے تکلفی اور مزاح کے ماحول میں ہوئی۔ آخر مولانا فرمانے لگے کہ تم اب مجھے پگڑی دیدو ربوہ چل کر فیصلہ کروں گا۔ یہ پگڑی تو یوں بھی پُرانی ہے شاید میں نئی پگڑی پیش کروں ہنستے کھیلتے یہ مجلس برخاست ہوئی۔

کچھ عرصہ بعد جب مولانا اپنی بڑی بہو کو شیخوپورہ سے لانے کے لئے روانہ ہوئے تو مجھے بھی بس میں ہمراہ لے گئے۔ بڑی دلچسپ اور بے تکلفی کی گفتگو ہوتی رہی۔ واپسی پر سیالکوٹ والی پگڑی کا قصہ پھر چل پڑا۔ مولانا نے کہا کہ اچھا آپ میرے مکان پر آکر پگڑی لے لیں۔ مَیں نے ہنستے ہوئے کہا کہ مولانا! یہ کیا بات ہوئی۔ آپ نے پگڑی دینی ہے تو خود پہنچائیں مَیں گھر پر پگڑی لینے کیوں آؤں؟ اب تو وہ پُرانی پگڑی بہت پُرانی ہوگئی ہوگی۔ کہنے لگے کہ مَیں بھی یہی سوچ رہا ہوں کہ نئی پگڑی دی جائے۔ مَیں نے مسکراتے ہوئے کہا کہ آپ سوچتے ہی رہیں گے اور ہماری پگڑی یونہی رہ جائے گی۔

اخویم محترم مولانا شمس صاحبؓ نے دلہن کو اس کے خاوند اپنے بیٹے ڈاکٹر صلاح الدین صاحب کے پاس امریکہ بھجوا دیا اور آپ جنت الفردوس کو روانہ ہوگئے اور ہم ابھی تک پگڑی کا قصہ لے کر بیٹھے ہوئے ہیں۔

یاد رہے کہ یہ ذکر صرف اسلئے کیا گیا ہے تا قارئین اندازہ کرسکیں کہ علماء بھی کبھی کبھی آپس میں دل لگی کرلیا کرتے ہیں نرے خشک مسئلوں کا حل کرنا ہی اُن کا کام نہیں +

نوٹ:- اس بارے میں فوٹو ٹائیٹل صفحہ ج پر ملاحظہ فرمائیں) +

حضرت مولانا شمسؓ کا دورِ انگلستان

(از قلم محترم بشیر احمد خان صاحب رفیق امام مسجد لندن)

حضرت مولانا جلال الدین شمس رضی اللہ عنہ سے میری عقیدت کی ابتداء ۱۹۴۶ء میں اس وقت ہوئی جب آپ انگلستان میں کئی سال کی کامیاب تبلیغی جدوجہد کے بعد قادیان واپس تشریف لائے۔ میں ان دنوں تعلیم الاسلام ہائی سکول کا طالب علم تھا۔ سکول، کالج اور سلسلہ کے تمام اداروں نے حضرت مولانا صاحبؓ کے استقبال کے لئے اس دن بند تھے۔ اسٹیشن پر ہزاروں افراد کا ہجوم تھا۔ سیدنا حضرت مصلح موعود بنفس نفیس استقبال کے لئے موجود تھے۔ حضرت مولانا کے اس طرح شاندار استقبال اور عوام کی ان سے محبت کو دیکھ کر میری طبیعت میں پہلی مرتبہ اس بات کا احساس پیدا ہوا کہ دین کی خدمت میں ہی اصل عزت ہے۔ اور اس واقعہ نے میرے اندر زندگی وقف کرنے کا پہلا بیج بویا۔

کالج کے زمانہ میں جب میں زندگی وقف کر چکا تھا میں نے ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی دائیں طرف حضرت مولانا شمسؓ کو دیکھا۔ کچھ اور اصحاب بھی تھے جن کو میں پہچان نہ سکا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی اس قدر قربت کو دیکھ کر میری حضرت مولانا سے مزید عقیدت بڑھی اور چند دن بعد جب اتفاقاً مجھے معلوم ہوا کہ حضرت مولانا شمس صاحبؓ لاہور تشریف فرما ہیں تو میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور اُن سے کالج میں میرے ساتھ چائے نوشی کی درخواست کی جو انہوں نے کمال شفقت سے منظور فرمائی۔ چائے کے دوران میں نے اُن کو اپنی خواب سنائی۔ آپ نے فرمایا کہ اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ تمہیں خدمتِ دین کی توفیق ملے گی۔ نیز یہ کہ اللہ تعالیٰ تم سے تبلیغی کام لے گا۔

اس کے بعد متعدد مواقع پر مجھے حضرت مولانا صاحبؓ سے ملنے کا موقع ملا اور ہر مرتبہ میرے دل میں ان کے حسنِ اخلاق، علمی تفوق اور تبلیغ کے جذبہ کا نقش گہرا ہوتا چلا گیا۔

۱۹۵۹ء میں جب خاکسار انگلستان میں تبلیغِ اسلام کے لئے منتخب ہوا تو حضرت مولانا نے متعدد نصائح فرمائیں اور اپنے زمانۂ تبلیغ کے چند واقعات بھی سنائے۔ بعد میں ان سے باقاعدہ خط و کتابت کا سلسلہ اُن کی وفات تک جاری رہا۔

انگلستان آکر جتنے بھی پرانے دوستوں سے ملا اُن سے یہ معلوم ہوا کہ انگلستان مشن کی تاریخ

میں حضرت مولاناؓ کا زمانہ سنہری حروف میں لکھے جانے کے قابل ہے۔ آپ نے تقاریر، مباحثوں، مناظروں اور تصانیف و مضامین کے ذریعہ یہاں کے علمی حلقوں میں جماعت احمدیہ کی شہرت کی دھوم مچا دی۔ اور یہ مبالغہ نہ ہوگا کہ جتنی تبلیغ آپ کے زمانہ امامت میں ہوئی اتنی کسی بھی اور امامت میں نہیں ہوئی۔ حضرت مولاناؓ یکم فروری ۱۹۳۶ء کو قادیان دارالامان سے روانہ ہوئے، اور ۲۸ مارچ ۱۹۳۶ء کو لندن پہنچ گئے۔ آپ کا قیام انگلستان میں ۱۰ اگست ۱۹۴۶ء تک رہا۔

اس دس سال کے دوران جو عظیم کام آپ نے کیا اس کو پوری طرح احاطۂ تحریر میں لانا تو مورخین کا کام ہے لیکن تبلیغ کے سلسلہ میں چند خاص باتیں درج ذیل ہیں:۔

ہائیڈ پارک میں سپیکرز کارنر دنیا بھر میں آزادیٔ تقریر کے لئے مشہور ہے۔ اتوار کی شام کو ہزاروں کی تعداد میں لوگ یہاں جمع ہوتے ہیں اور مقررین ہر موضوع پر بلا جھجک بولتے ہیں۔ کسی پر کوئی پابندی نہیں۔ آجکل ٹیلی ویژن اور سینما وغیرہ کی ایجادات نے سپیکرز کارنر کی شہرت کو کچھ ماند کر دیا ہے لیکن حضرت مولاناؓ کے زمانہ میں جبکہ یہ علاوہ علمی تقاریر کے تفریحی طور پر لوگوں کے لئے جمع ہونے کی نہایت اچھی جگہ تھی۔ اس کا رنگ ہی اور ہوتا تھا۔ گورے، کالے، ہر مذہب و قوم کے مقررین اپنے ساتھ پلیٹ فارم اٹھائے آجاتے ہیں اور جس موضوع پر چاہیں تقریر شروع کر دیتے ہیں۔ سوالات جوابات بھی ہوتے رہتے ہیں۔ غرضیکہ ہائیڈ پارک کا یہ حصہ انگلستان کی معاشرت میں ایک ادارہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

ہائیڈ پارک کے ایک مشہور عیسائی سپیکر مسٹر گرین ہوا کرتے تھے۔ یہ صاحب پچھلے سال مجھے بھی ملے اور حضرت شمس صاحبؓ کا دیر تک ذکر کرتے رہے اور بار بار کہتے تھے کہ وہ تو بائیبل کے بھی سکالر تھے۔ یہ صاحب اپنی تقاریر میں اس عقیدہ کا اظہار کرتے تھے کہ سنہ ۱۹۵۰ء میں یسوع مسیح کا نزول ہوگا۔ انہوں نے ایک رسالہ The Kingdom News بھی جاری کر رکھا تھا۔ حضرت مولانا شمس صاحبؓ نے ان کو مباحثہ کا چیلنج بھی دیا جو اس نے منظور کیا۔ چنانچہ حضرت مولانا شمس صاحب کے پانچ مباحثے اس سے ہائیڈ پارک میں ہوئے طریق یہ تھا کہ دو پلیٹ فارم ساتھ ساتھ کھڑے کئے جاتے تھے ایک پر حضرت مولانا صاحبؓ اور دوسرے پر مسٹر گرین کھڑے ہوتے۔ تقاریر کا وقت مقرر ہوتا تھا۔

پہلا مباحثہ ۲ جون ۱۹۴۴ء کو ہوا۔

موضوع یہ قرار پایا کہ مسٹر گرین دو گھنٹے میں قرآن مجید پر جتنے اعتراضات کرنا چاہیں ایک ایک کر کے پیش کریں۔ لیکن اس روز ایسا تصرف الٰہی ہوا کہ عام طور پر جو اعتراضات وہ پہلے مباحثات میں کرتے رہتے تھے وہ بھی پیش نہ کر سکے اور جو نوٹ لکھے ہوئے تھے وہ بھی غلط تھے۔

دوسرا مباحثہ ۱۶ر جون ۱۹۴۵ء کو ہوا۔
اس روز حضرت مولانا ؓ نے اناجیل پر زبردست اعتراض کئے جن کا مسٹر گرین کوئی جواب نہ دے سکے۔ بعض کے متعلق کہا کہ میں نے یہ پہلے کبھی نہیں سُنا۔ اور اکثر کی نسبت یہ جواب دیا کہ میں تیاری کر کے جواب دوں گا۔

تیسرے مباحثہ میں مسٹر گرین نے قرآن مجید پر اعتراض کرتے ہوئے جنّوں کے متعلق سوال کیا۔ مولانا شمس ؓ نے جواب دیا کہ آیتِ قرآنی میں جنّ سے مراد الف لیلے والے جن نہیں بلکہ اس سے مراد بڑے لوگ اور لیڈر ہیں۔ مسٹر گرین نے کہا کہ جب تک آپ کسی انگریزی ترجمہ کو صحیح اور مستند نہیں مان لیتے میں مباحثہ کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ آپ نے فرمایا یہ تراجم شخصی ہیں۔ میں ان کو صحیح مانتا ہوں لیکن اگر میں کسی جگہ سمجھوں کہ ترجمہ صحیح نہیں کیا گیا اور عربی زبان کی رُو سے اس کی غلطی ثابت کر دوں تو مجھے ایسا کرنے کا حق حاصل ہے۔ انجیل کے موجودہ تراجم جو کہ سوسائٹیوں کی طرف سے شائع کئے گئے ہیں ان کے بعض الفاظ کے ترجمہ کے متعلق آپ خود کہتے ہیں کہ اصل عبرانی الفاظ یوں ہیں۔ اگر آپ کو اصل کی طرف رجوع کا حق حاصل ہے تو مجھے کیوں نہیں؟

چوتھا مباحثہ ۶ر جولائی ۱۹۴۵ء کو حضرت مسیح کی صلیبی موت پر منعقد ہوا۔

پانچواں مباحثہ ۱۳، اور ۲۷ر جولائی ۱۹۴۵ء کو ہوا لیکن مسٹر گرین نے صحت کی خرابی کا بہانہ کر کے مباحثات کا سلسلہ بند کر دیا۔ برطانوی پریس میں ان مباحثات کا چرچا ان الفاظ میں ہوا:-

> "The Imam of the London Mosque has come in to arena of open debate in London recently and is very energetic in presenting his faith to Christian opponents."

نیز لکھا:-

> "The Imam is very skilful in presenting his case and quotes literally from the Bible."
>
> (Religions)

آپ نے انگلستان کے مختلف کلبوں میں، سوسائٹیوں میں اور یونیورسٹیوں میں سینکڑوں تقاریر فرمائیں۔ آکسفورڈ یونیورسٹی میں آپ کے متعدد

لیکچر ہوئے۔

فروری ۱۹۳۹ء میں موجودہ امیر فیصل والیٔ سعودی عرب مسجد تشریف لائے۔ حضرت مولانا رضؓ نے وسیع پیمانے پر اُن کے اعزاز میں دعوت کا اہتمام کیا۔

آپ نے دَورانِ قیامِ انگلستان ہی میں اپنی معرکۃ الآراء کتاب Where did Jesus die شائع کی۔ یہ گویا عیسائیت کے لئے ایک بم کی حیثیت رکھتی تھی۔ اخبارات نے اس پر ریویو شائع کئے اور کتاب کی تعریف کی۔ اس کے علاوہ آپ نے متعدد چھوٹے کتابچے تصنیف کرکے شائع کئے۔ مثلاً Islam وغیرہ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش کے احترام میں مسیح علیہ السلام کی قبر کی تصویر کا اشتہار ایک لاکھ کی تعداد میں شائع کرکے انگلستان کے طول و عرض میں تقسیم کیا۔

بی بی سی سے آپ نے متعدد عربی تقاریر نشر کیں۔

جنگ کے دنوں میں آپ کی تبلیغی سرگرمی کسی حد تک مدھم پڑ گئی۔ لیکن یہ دَور تصانیف و تالیفات کا اعلیٰ موقع میسّر کر گیا۔ انہی دنوں آپ نے مشن ہاؤس سے ملحقہ مکان ۶۱ میلروز روڈ خریدا جنگ کے اختتام پر آپ نے یورپ کے لئے نوآمدہ مبلغین کی تعلیم و تربیت کا اہم کام سرانجام دیا۔

آپ کی تبلیغی جدّوجہد کا یہ اثر ہے کہ آج بھی اتنا عرصہ گزرنے کے باوجود ردوٹری کلب کے کئی دوستوں نے حضرت مولانا رضؓ کے تبلیغی جنون کا مجھ سے بار بار تذکرہ کیا ہے۔ ان کی پرسنلٹی کا اثر آج بھی لوگوں پر ہے۔ ع

این سعادت بزورِ بازو نیست

آپ کے زمانہ میں متعدد سعید روحیں حلقہ بگوشِ اسلام ہوئیں۔ جن میں سے مسٹر ناصر احمد سکرونر آج تک جماعت سے وفاداری کا تعلق رکھے ہوئے ہیں۔ حضرت مولانا شمس صاحبؓ کی وفات کی اطلاع جب مَیں نے اُن کو دی تو اُن کی آواز بھرا گئی اور زیادہ بات ہی نہ کر سکے۔

حضرت مولانا رضؓ نے انگلستان میں دس سال بغیر اہل و عیال کے گزارے۔ یہ آپ کی جوانی کے دن تھے۔ لیکن جس تقویٰ اور طہارت سے آپ نے یہ دن گزارے اس پر یہ مصرعہ حرف بحرف صادق آتا ہے۔ ع

در جوانی توبہ کردن شیوۂ پیغمبری است

اللہ تعالیٰ حضرت مولانا شمس رضؓ کے درجات بلند سے بلند تر فرما دے۔ آمین +

خالدِ احمدیت

حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس رضی اللہ عنہ

(از قلم مکرم چوہدری عبد الواحد صاحب بی۔ اے نائب ناظر بیت المال)

ہزاروں لاکھوں انسان اس دنیا میں آتے ہیں قسامِ ازل نے جتنا جتنا عرصہ حیات کسی کے لئے مقدر کیا ہوتا ہے گزار کر اس دارِ فانی سے رخصت ہو جاتے ہیں۔ ان میں سے بعض کا پیدا ہونا اور مرنا برابر ہی ہوتا ہے نہ اُن کے پیدا ہونے کی کسی کو خوشی ہوتی ہے اور نہ مرنے کا غم۔ بعض کی یاد اس کے پسماندگان، عزیزوں اور دوستوں کے دلوں میں چند دن، چند مہینے یا زیادہ سے زیادہ چند سال تک قائم رہتی ہے۔ اس کے مرنے کے بعد اگر زیادہ سے زیادہ کسی نے کچھ کیا تو یہ کہ کسی اخبار یا رسالہ میں اس کی وفات کی خبر چند سطروں میں چھپوا دی اور بس۔ آخر کچھ عرصہ کے بعد اس جانے والے کا نام ہمیشہ ہمیش کے لئے اس دنیا سے محو ہو جاتا ہے۔ مگر بعض شخصیتیں ایسی ہوتی ہیں جن کا نام اُن کے بے نظیر کارناموں کی وجہ سے دنیا کی تاریخ میں ہمیشہ ہمیش کے لئے محفوظ ہو جاتا ہے اور آنے والے لوگ اُن کو اور اُن کے کارناموں کو یاد کرتے رہتے اور ایک نیا جوش اور نئی زندگی محسوس کرتے ہیں اور اپنی زندگی کو کامیاب بنانے کے لئے انہیں راستوں پر چلنے کی کوشش کرتے ہیں جن راستوں پر چل کر ان لوگوں نے اپنی زندگیوں کو کامیاب بنایا اور ابدی شہرت حاصل کی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ فیوض و برکات کا زمانہ تھا۔ جن خوش قسمت لوگوں نے حضور اقدسؑ کا زمانہ پایا، حضور اقدسؑ کی مجالس میں بیٹھے اور حضور اقدسؑ کے کلماتِ طیبات سننے کا موقعہ پایا، انہوں نے حسبِ مراتب ان فیوض و برکات سے حصہ پایا۔ انہوں نے روحانیت میں بڑھ چڑھ کر مقام حاصل کیا اور اپنے قول اور فعل سے اسلام کا سچا نمونہ پیش کیا۔ اُن میں سے اکثر دنیاوی نقطۂ نگاہ سے کوئی زیادہ پڑھے لکھے نہ تھے مگر محبت اور رضائیت کے طفیل اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسا علم دیا کہ وہ دُنیا کے اُستاد بن گئے۔ انہوں نے چل پھر کر لوگوں کے سامنے اپنے عملی نمونہ سے حقیقی اسلام کو پیش کیا۔ وہ جس شہر، جس قصبہ اور جس گاؤں میں بیٹھ گئے انہوں نے

وہاں پاک اور قدسی لوگوں کی جماعتیں پیدا کرلیں، اور جس طرح ایک چراغ سے دوسرا چراغ روشنی حاصل کرتا ہے اسی طرح ان برگزیدہ لوگوں سے بہتوں نے نور حاصل کیا جنہوں نے پھر آگے نورِ اسلام کو ترقی دی۔

حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمسؓ بھی اُن قدسی لوگوں میں سے تھے جنہوں نے براہِ راست حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقدس زمانہ پایا اور حضورؑ کے خلفاء اور دیگر بزرگ صحابہؓ سے فیوض و برکات حاصل کئے۔ حضرت مولانا شمس صاحبؓ کو اللہ تعالیٰ نے [illegible] علم و فضل سے نوازا ہوا تھا۔ غیر معمولی ذہانت و فراست کے مالک تھے جنہوں نے نصف صدی تک تبلیغ اسلام اور میدانِ مناظرہ میں ایک کامیاب جرنیل کی حیثیت میں کام کیا۔

حضرت مولانا صاحب کو خلافتِ ثانیہ میں جو مقام حاصل رہا ہے وہ احبابِ جماعت سے پوشیدہ نہیں۔ حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے ان کے علم و فضل، ذہانت و فراست اور فدائیت کی وجہ سے **خالدِ احمدیت** کے خطاب سے نوازا تھا۔ حضورؓ کی بیماری کے ایام میں جماعت کی تربیت سے متعلق اہم کام حضرت مولانا صاحبؓ سرانجام دیتے تھے۔ شدید گرمی ہو یا سردی، آندھی ہو یا بارش شمس صاحب پانچوں وقت مسجد مبارک میں آکر نمازیں پڑھایا کرتے تھے۔ نماز جمعہ، نماز عیدین، نماز خسوف و کسوف، نماز استسقاء، نکاح، جنازے وغیرہ اکثر حضورؓ کی اجازت سے حضرت شمس صاحبؓ ہی پڑھایا کرتے تھے۔ جلسوں کی صدارت کے لئے حضرت شمس صاحبؓ کی خدمت میں گزارش کی جاتی۔ ہر تقریب پر دُعا کے لئے شمس صاحبؓ پر نظریں ہوتیں۔ ہر محفل کی رونق اور ہر مجلس کی شمع شمس صاحبؓ ہوا کرتے تھے۔ بیرونی جماعتیں بھی اپنی مجالس اور تقریبات میں شمس صاحبؓ کو مدعو کرنے کی متمنی ہوتیں۔ ایک ہی مسئلہ پر سلسلہ کے جید علماء اپنے اپنے خیالات کا اظہار کرتے اور مسئلہ کے ہر پہلو پر نہایت عالمانہ بحث کرتے۔ سامعین خوشی اور اطمینان محسوس کرتے کہ اب مسئلہ کا کوئی پہلو ایسا نہیں رہا جس پر کچھ مزید کہا جاسکے مگر شمس صاحبؓ اپنی تقریر یا صدارتی خطاب میں اس مسئلہ کی مزید تشریح کچھ ایسے رنگ میں کرتے کہ سامعین اپنے اندر ایک نئی جلا پاتے اور قلوب میں خوشی اور اپنے علم میں زیادتی محسوس کرتے۔

شمس صاحبؓ اپنے وقت سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھانے کی کوشش کرتے تھے۔ گھر میں ہوں یا دفتر میں، مرکز میں ہوں یا مرکز سے باہر مطالعہ میں مصروف یا تحریر کا کام کرتے۔ اگر کبھی بیماری کی وجہ سے دفتر نہ آسکتے تو امکانی حد تک گھر پر ہی بستر میں پڑے مطالعہ یا تحریر کا کام کرتے۔ اگر بیٹھے بیٹھے تھک گئے تو لیٹ گئے مگر کام بدستور جاری ہے۔ ایک دفعہ جبکہ آپ بیماری کی وجہ سے دفتر نہ آسکے تو راقم الحروف بیماری پرسی کے لئے گھر پر گیا۔

دیکھا لکھنے پڑھنے کا سامان پاس پڑا ہوا ہے اور خود
لحاف اوڑھے پڑے ہیں۔ داڑھی اور سر کے بال کچھ
بکھرے بکھرے، مگر چہرہ دمک رہا ہے۔ میں نے دل
میں کہا "گدڑی میں لعل ہے"۔

میں نے ایک دفعہ عرض کیا کہ آپ بیماری میں
بھی آرام سے نہیں بیٹھتے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے
قابل سے قابل بزرگ علماء آپ کے پاس ہیں عارضی
طور پر اپنا کچھ کام ان میں سے کسی ایک کے سپرد کر دیں۔
مسکرا کر کہنے لگے "میں اپنا کام جب تک خود نہ کر لوں
مجھے تسلی نہیں ہوتی"۔

اگست ۱۹۶۷ء میں جب خرابیٔ صحت کی
وجہ سے آپ کچھ دنوں کے لئے کوئٹہ تشریف لے گئے
تو راقم الحروف نے ان کو لکھا کہ آپ کی صحت ایسی
ہے کہ اس حالت میں کوئی دماغی کام کرنا مناسب نہیں،
اپنے دل و دماغ کو آزاد رکھیں اور اپنی صحت کو
بحال کرنے کی کوشش کریں۔ آپ کے بیوی بچوں
کا آپ پر حق ہے، قوم کا آپ پر حق ہے، ان کی خاطر
اور آئندہ زیادہ کام کرنے کے لئے اپنی صحت کو
عمدہ بنانے کی کوشش کریں۔ میری اس چٹھی کے جواب
میں آپ نے تحریر فرمایا:-

"آپ کی نصیحت تو اپنی جگہ پر
ٹھیک ہے مگر پروگرام پر پروگرام
بنتا چلا جا رہا ہے۔ چار پانچ
تقریریں تو کر چکا ہوں۔ اگلے جمعہ
کو حیدرآباد جانا ہے وہ اتوار کو
سیرۃ النبیؐ کا جلسہ کرنا چاہتے ہیں
تھیوسافیکل ہال میں تین چار روز
سخت زکام رہا اور اسی حالت میں
خطبہ جمعہ ایک گھنٹہ اور سیرۃ النبی
صلعم کے جلسہ میں تقریر ڈیڑھ گھنٹہ
اور اطفال کے اجتماع میں تقسیم
انعامات کے موقعہ پر افتتاحی تقریر
کرنا پڑی۔ جو دوست گفتگو کے لئے
آتے ہیں انہیں بھی انکار نہیں کیا
جا سکتا ....."

اِن سطور سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ کس قدر
مصروف تھی ان کی زندگی۔ کوئٹہ اور کراچی کے احباب
خوب جانتے ہیں کہ ان دنوں اُن کو کس قدر مصروفیت
ہوتی تھی۔ تکلیف پر تکلیف ہے مگر کام پر کام کرتے
چلے جا رہے ہیں کسی کام سے انکار کرنا ان کی عادت
میں داخل نہ تھا۔ کراچی تھیوسافیکل ہال، کوئٹہ،
منٹگمری، اوکاڑہ، لاہور وغیرہ بڑے بڑے شہروں
میں روٹری کلبوں میں ان کی تقریریں ہوئیں۔ ان کلبوں
میں اعلیٰ تعلیم یافتہ اور اونچے طبقہ کے سرکاری اور
غیر سرکاری لوگ شامل ہوا کرتے ہیں۔ سامعین پر
ان کی تقریر کا نہایت گہرا اثر ہوا کرتا تھا۔ بعض
لوگ سوال کرتے آپ نہایت عالمانہ جواب سے
سائل کو مطمئن کر دیتے۔ ہر جگہ ایسا ہوا کہ غیر احمدی
شرفاء نے خواہش کی کہ ایسی تقریریں ضرور ہونی
چاہئیں۔ ایک جگہ جب حضرت مولوی صاحبؓ نے

جماعت احمدیہ کی ممالک بیرون میں تبلیغ و اشاعتِ اسلام کی کارگزاریاں اختصار کے ساتھ بیان کیں تو سامعین سُن کر حیران ہوئے اور خوش بھی بعض نے کہا کہ آپ لوگ خدمتِ اسلام کا ایسا شاندار کام کر رہے ہیں اور لوگوں کے سامنے آپ پیش ہی نہیں کرتے، یہ تو جماعت کا بڑا کارنامہ ہے اِس کو مسلمانوں کے سامنے بار بار پیش کرنا چاہیئے۔

حضرت مولوی صاحبؓ کا طرزِ بیان ایسا ہوا کرتا تھا کہ مشکل سے مشکل مسئلہ کو آسان سے آسان پیرائے میں سمجھا دیتے۔ طالب علمی کے زمانہ میں ہی ملک کے مشہور اور احمدیت کے اشد ترین مخالف علماء کے ساتھ مناظرے[1] کئے اور ہر میدان میں اُن کو شکست دی۔ جن لوگوں نے حضرت شمس صاحبؓ کے مناظرے سُنے ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ اُن کی زبان میں کس غضب کی روانی تھی اور کس طرح معترض کو لاجواب کر دیتے تھے۔ تقریر سُن کر غیر احمدی بھی عش عش کر اُٹھتے اور اُن کے حسنِ بیان کی داد دیتے تھے۔ جس نے ایک بار شمس صاحبؓ کا مناظرہ سُنا وہ پھر بھی سُننے کی تمنا کرتا تھا۔ حضرت شمس صاحبؓ کے ذریعہ کئی لوگوں نے ہدایت پائی۔ کئی لوگوں کی احمدیت کے بارے میں غلط فہمیاں دُور ہوئیں۔

اگرچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت شمس صاحب کو علم و فضل سے نوازا ہوا تھا۔ قرآن کریم کا علم تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پر عبور حاصل تھا پھر بھی اپنی ہر تصنیف کا مسودہ اور ہر تقریر کا مضمون حضرت حافظ مختار احمد صاحب شاہجہانپوری کو ضرور سُنا لیا کرتے اور اُن کی ہدایات سے فائدہ اُٹھاتے۔ مَیں نے دیکھا اُس وقت آپ حضرت حافظ صاحب کے سامنے ایسے بیٹھے ہوتے جس طرح ایک ادنیٰ شاگرد اپنے استاد کے سامنے۔ عربی اور فارسی کے قدیم اور جدید شعراء کے کلام کا اکثر و بیشتر حصہ اُن کو زبانی یاد تھا۔ ہر موقعہ اور مضمون کی مناسبت کے لحاظ سے عربی اور فارسی کے کئی کئی شعر سُنا دیتے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت شمس صاحبؓ کو آخری عمر میں مالی خوشحالی دی ہوئی تھی مگر عادات اور لباس میں وہی سادگی جو ابتدا سے تھی۔ لباس ہمیشہ سفید پگڑی، سفید شلوار، اچکن اور پاؤں میں گرگابی۔ کبھی بُوٹ پہنے اُن کو نہیں دیکھا گیا۔ گھر میں جو بھی پکتا خواہ سادہ سے سادہ غذا پیش کر دی جاتی خوشی سے کھا لیتے، کھانے میں کبھی کوئی نقص نہ نکالتے۔ اپنی اہلیہ کی بڑی عزت کرتے اور بچوں سے بڑی محبت سے پیش آتے۔ خود مریض تھے

---

[1] کاش کہ جماعت کے وہ بزرگ لوگ جنہوں نے حضرت مولانا شمس صاحبؓ کے مناظرے خود سُنے ہیں وہ ان مناظرات کی تفاصیل اور سامعین پر ان کے اثرات وغیرہ لکھ کر سلسلہ کے کسی اخبار یا رسالہ میں شائع کرا دیں تا کہ یہ قیمتی یادداشتیں جو ابھی تک سینوں میں مخفی ہیں تحریر میں آ کر محفوظ ہو جائیں۔

مگر اپنی تکلیف کا اظہار کبھی نہ کرتے۔ جب کبھی آپکی اہلیہ صاحبہ یا کسی بچے کو کوئی تکلیف ہوتی تو فوراً ہوجاتے اور فوراً خود انہیں ہسپتال لے جاتے یا خود ہسپتال جاکر دوائی لا دیتے۔

خاکسار راقم الحروف نے حضرت مولانا صاحب رضی اللہ عنہ کو پہلی بار اگست ۱۹۱۸ء میں دیکھا جبکہ آپ نے جوانی میں ابھی قدم رکھا تھا۔ جسم دبلا پتلا، چہرہ گورا چٹا نہایت خوبصورت۔ ٹھوڑی پر ابھی بہت کم بال آئے تھے۔ جتنے بھی تھے سیاہ، چمکیلے، باریک اور گھونگر والے تھے۔ آپ مسجد اقصےٰ (قادیان) کے صحن میں کھڑے تھے اور دیگر لوگ تھے۔ غالباً کسی غیر احمدی عالم کے ساتھ اگلے دن مناظرہ کے لئے باہر جانا تھا۔ اردگرد کھڑے ہوئے دوست احباب کے چہروں پر خوشی اور یقین کے آثار تھے کہ ایک بڑے پرانے تجربہ کار اور معروف مناظر کے ساتھ مقابلہ کے لئے ان کا وہ نوجوان جا رہا ہے جو ہمیشہ ہر میدان مناظرہ میں فتحیاب ہوکر آیا کرتا ہے۔ آپ لوگوں کے درمیان بہت شرمیلے انداز میں نظریں پاؤں کے انگوٹھوں میں جمائے کھڑے تھے۔ مجمع میں سے کسی نے اس غیر احمدی مناظر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ وہ مسئلہ کو منطق و فلسفہ اور گرامر میں لاکر الجھانے کی کوشش کیا کرتے ہیں۔ اس پر حضرت مولانا نے نہایت اعتماد مگر دھیمی آواز میں کہا "آپ بے فکر رہیں ہم ان کا جواب دے لیں گے" یا کہا "ہم اس کا انتظام کر لیں گے۔"

مجھے حضرت مولانا صاحبؓ کو زیادہ قریب سے دیکھنے کا موقعہ اس وقت ملا جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے آپ کو الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ ربوہ کا مینجنگ ڈائریکٹر مقرر فرمایا۔ الشرکۃ کے سلسلہ میں ان کے ساتھ بیٹھ کر کام کرنے کا موقعہ ملا۔ ان کے ساتھ بے تکلفانہ باتیں کیں۔

حضرت مولوی صاحبؓ بے نفس، درویش صفت اور عالم باعمل بزرگ تھے۔ اپنے ہی کام سے غرض رکھتے۔ دنیا کے جھمیلوں سے حتی المقدور دامن بچاکر چلنے کی کوشش کرتے۔ آپ نے الشرکۃ الاسلامیہ کو کامیابی کی راہوں پر چلانے کے لئے ان تھک کوشش کی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جملہ کتب کو سن تصنیف کی ترتیب کے لحاظ سے روحانی خزائن کے نام سے ۲۳ جلدوں میں شائع کرنے کا اہتمام کیا۔ آپ کا یہ کارنامہ ہمیشہ یادگار رہے گا۔ ہر جلد کا انڈکس جو کم و بیش سو صفحات پر مشتمل ہوتا آپ خود تیار کرتے۔ آپ کی زندگی میں روحانی خزائن کی انیس جلدیں شائع ہوچکی تھیں بیسویں جلد چھپ چکی تھی۔ اس کا انڈکس آپ تیار کر رہے تھے۔ وفات سے ایک دن پہلے جبکہ آپ نے انڈکس کا مسودہ مکمل کر لیا تو خوشی اور اطمینان کا سانس لے کر فرمایا "الحمد للہ آج میرا کام مکمل ہوگیا۔" اگلے دن آپ کی وفات ہوجاتی ہے۔

آپ کی وفات اچانک ہوئی۔ پہلے پہل جس نے بھی سنا یقین نہ کیا۔ آج بھی اگرچہ آپ کو وفات پائے سال سے زیادہ عرصہ ہوگیا ہے،

سلسلۂ عالیہ احمدیہ کے خالد — حضرت مولانا جلال الدین شمس رضی اللہ عنہ

(از محترم چوہدری محمد صدیق صاحب ایم۔اے، ایم۔او۔ایل انچارج خلافت لائبریری)

قدیم سے اللہ تعالیٰ کی سُنّت چلی آرہی ہے کہ وہ دنیا کی ہدایت و رُشد کے لئے جب بھی اپنے کسی نبی یا رسول کو مبعوث فرماتا ہے تو اس کے مشن کو کامیاب کرنے کے لئے اس کے معاون، مددگار اور دلی محبّوں کا گروہ بھی اپنے فضل سے عطا فرماتا ہے تاکہ وہ خدا تعالیٰ کی بھیجی ہوئی ہدایت اور تعلیم کو آسانی اور خوبی سے دنیا تک پہنچا سکیں۔

ہمارے اس زمانہ میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے ساتھ ہی آپ کی زندگی میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھی نہایت قابل جوہر بطور مدد و معاون اور انصار عطا فرمائے چنانچہ حضرت حکیم الامۃ الحاج مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ، حضرت مولانا عبدالکریم سیالکوٹی رضی اللہ عنہ، حضرت مولانا برہان الدین جہلمی رضی اللہ عنہ، حضرت مفتی محمد صادق رضی اللہ عنہ وغیرہ بہت سے ممتاز علماء و فضلاء کی جماعت عطا فرمائی جنہوں نے اپنی تمام عمریں پیغام الٰہی کی تبلیغ و اشاعت میں صرف کیں اور مالی و جانی ہر قسم کی قربانیاں پیش کیں۔ حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد بھی اللہ تعالیٰ سلسلہ کے کام کو احسن طریق پر پورا کرنے اور تبلیغ کے فریضہ کو مکمل طور پر ادا کرنے کے لئے بڑے بڑے نامور اور قابل علماء و خدام سلسلہ میں پیدا کرتا چلا آرہا ہے۔ حضرت مولانا جلال الدین شمس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس خوش قسمت گروہ میں شامل ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے سلسلہ کی تبلیغ اور خدمت کے لئے چن لیا اور آپ کو ایسی فعّال زندگی عطا فرمائی کہ آخر دم تک خدمتِ سلسلہ میں مصروف رہے۔

حضرت مولانا شمس رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے غیر معمولی قوتیں اور طاقتیں عطا فرمائی تھیں۔ آپ نہ صرف اعلیٰ درجہ کے مقرر تھے بلکہ اعلیٰ درجہ کے مناظر قابل مصنف اور بہترین منتظم بھی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے فضل سے اپنی زندگی میں قریباً ہر میدان میں اپنی قابلیت کے جوہر دکھانے کا موقعہ عطا فرمایا چنانچہ ذیل میں چند امور کا نہایت اختصار کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے۔

قوّتِ بیانیہ

اللہ تعالیٰ نے آپ کے سینہ اور زبان کو اپنے دین کی خدمت کے لئے اپنے خاص نور سے منور و معمور کر دیا تھا اور آپ کو اعلیٰ درجہ کی تقریر کا ملکہ عطا فرمایا۔ آپ اپنی جوانی کے ایام میں نہایت تیز مقرر تھے۔ عنفوانِ شباب میں ہی آپ نے بڑے بڑے

تبلیغی معرکے سر کئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے میدانِ تقریر میں ایسا سکہ بٹھایا کہ بڑے سے بڑے مخالف علماء بھی اُن کے نام سے ڈرتے تھے۔ آپ کو اُردو زبان کے علاوہ عربی اور انگریزی زبان پر بھی عبور حاصل تھا۔ چنانچہ آپ نے اپنے عرصۂ قیامِ فلسطین، شام و مصر وغیرہ ممالکِ عربیہ کے دوران بڑے بڑے علماء کو دعوتہائے مقابلہ دیں اور بہت سا عربی لٹریچر سلسلہ کی تائید میں شائع کیا۔ اور عرصۂ قیامِ انگلستان میں بھی کوئی موقع تبلیغ کا ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ اور لاٹ پادریوں کو مقابلہ کے لئے بُلایا اور تقریری و تحریری ہر دو رنگ میں شاندار خدمات بجا لائے اور نہ صرف Where did Jesus die جیسی شاندار اور لاجواب کتاب تصنیف فرمائی بلکہ اور بھی بہت سا لٹریچر انگریزی زبان میں شائع کیا۔

قوتِ مناظرہ

اللہ تعالیٰ نے آپ کو فنِ مناظرہ میں بھی خاص ملکہ اور مہارت عطا فرمائی تھی حتّٰی کہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری جو بزعمِ خود "فاتحِ قادیان" کہلاتے تھے انہیں بھی حضرت مولانا شمس رضی اللہ عنہ کے مقابل پر آنے میں تردّد ہوتا تھا۔ آپ نے اپنی زندگی میں بہت سے مناظرے کئے۔ مخالف علماء کو آپ کے دلائل توڑنے کی ہمّت نہ ہوتی تھی۔

فنِ مناظرہ میں مہارت کے علاوہ آپ کو اعلیٰ درجہ کی قوتِ استدلال بھی ودیعت ہوئی تھی، اور آپ اعلیٰ درجہ کے نئے نکات بیان فرماتے تھے۔ آپ نے سلسلہ کے خلاف غیر از جماعت لوگوں کی طرف سے کھڑے کئے گئے بعض مقدمات میں سلسلہ کی نمائندگی فرمائی۔ چنانچہ مقدمہ بہاولپور اس کی عمدہ مثال ہے۔ آپ نے جس قابلیت سے مقدمہ کی پیروی کی اور مخالفین کے اعتراضات کے جواب دیئے وہ آپ ہی کا حصّہ تھا۔

سنہ ۱۹۵۳ء کے فسادات پنجاب سے متعلقہ تحقیقاتی عدالت میں مولوی مودودی وغیرہ مخالفین کے تحریری بیانات پر تبصرہ صرف چند دنوں میں تیار کر کے شائع کرنا بھی آپ کی اعلیٰ درجہ کی قوتِ استدلال کا بیّن ثبوت ہے جس میں مخالفین کے بیانات کے تار و پود بکھیر کر رکھ دیئے گئے ہیں۔

تصنیفات

آپ کو نہ صرف تقریر میں خاص ملکہ حاصل تھا بلکہ آپ ایک عمدہ مصنّف بھی تھے۔ چنانچہ آپ نے عربی، انگریزی اور اُردو میں بہت سا قیمتی لٹریچر اپنی یادگار چھوڑا جو نہایت اہم مسائل پر مشتمل ہے۔

انتظامی ملکہ

آپ کو اللہ تعالیٰ نے دیگر صلاحیتوں کے علاوہ انتظامی صلاحیّت سے بھی نوازا تھا۔ چنانچہ آپ نے تبلیغ کے میدان کے علاوہ سلسلہ کے نہایت

اہم اور اعلیٰ ذمہ داری کے مناصب پر فائز ہو کر اپنے
فرائض کو عمدہ طریق پر سرانجام دیا۔ چنانچہ آپ کو
سالہا سال تک بطور انچارج مشنہائے ممالک
بیرون، نائب ناظر اعلیٰ، صدر مجلس کارپرداز مقبرہ
بہشتی، ناظر اصلاح و ارشاد اور الشرکۃ الاسلامیہ
لمیٹڈ کے مینیجنگ ڈائریکٹر کے طور پر سلسلہ کی بہت
اہم خدمات کا موقعہ ملا۔ اس کے علاوہ ربوہ کے
قیام کے ابتدائی سالوں میں کئی سال تک آپ بطور
جنرل پریذیڈنٹ ربوہ بھی نہایت خوش اسلوبی سے
خدماتِ سلسلہ بجا لاتے رہے اور اپنی خداداد
انتظامی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے رہے۔

محنتِ شاقہ

آپ کو بے حد محنت کی عادت تھی سلسلہ
کے کاموں میں کبھی آپ نے دن یا رات کی پرواہ
نہ کی۔ خاکسار کو بھی ۱۹۵۳ء کے فسادات پنجاب کی
تحقیقاتی عدالت کی کارروائی کے دوران حضرت
مولانا شمس رضی اللہ عنہ کے ساتھ تقریباً سات آٹھ
ماہ تک دن رات کام کرنے کا موقعہ ملا۔ آپ
نہایت ہی محنت سے اپنے فرائض ادا کرتے۔ تمام
دن عدالتِ عالیہ کی کارروائی میں شریک ہوتے
اور واپس آکر تقریباً ساری ساری رات اگلے
دن کے لئے تیاری کرنے اور مخالف علماء کے
بیانات کے جواب تیار کرنے میں لگے رہتے۔
حتیٰ کہ اپنی صحت کا بھی خیال نہ فرماتے چنانچہ اسی
محنتِ شاقہ کے باعث انہی ایام میں آپ کی صحت
گرنی شروع ہو گئی۔

وہاں سے فراغت پر الشرکۃ الاسلامیہ
لمیٹڈ کے قیام پر آپ بطور مینیجنگ ڈائریکٹر مقرر
ہوئے تو اس کمپنی کو چلانے کے لئے آپ نے دن رات
محنت کی اور لمبے لمبے سفر بھی اختیار کئے اور حضرت
مسیح موعود علیہ السلام کی کتب اور آپ کے ملفوظات
کی اشاعت کی کوشش میں شبانہ روز محنت کی۔
خود ہی کاپیوں اور پروفوں کی نگرانی فرماتے اور
تمام کتب کے انڈیکس بھی خود ہی تیار کرتے۔ اس
طرح آپ کی صحت پر بہت زیادہ اثر پڑا اور آپ
ایک لمبے عرصہ تک پلورسی کی تکلیف میں مبتلا رہے
اگرچہ علاج معالجہ کے بعد یہ تکلیف جاتی رہی لیکن
صحت کمزور ہو چکی تھی۔ مگر سلسلہ کے کاموں کا بوجھ
پہلے سے بھی زیادہ ہو گیا تھا۔ اپنی طاقت سے بھی
بڑھ کر کام کیا۔ فجزاہ اللہ عنا احسن الجزاء۔

خلافتِ حقہ سے وابستگی

علاوہ دیگر خوبیوں اور اوصاف کے
آپ میں خلافت سے محبت سے وابستگی اور
شیدائیت کا وصف اپنے کمال کو پہنچا ہوا
تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ
نے آپ کو آپ کی شاندار خدمات کے باعث
"خالد" کا خطاب عطا فرمایا چنانچہ آپ نے
حضور رضی اللہ عنہ کی لمبی بیماری کے ایام میں اپنے

خطبات اور تقریروں اور تحریروں کے ذریعہ جماعت کی اعلیٰ رنگ میں تربیت کی اور خلافت سے وابستگی اور اس پر شیدائیت کا ثبوت دیا۔ خلافتِ ثالثہ کے قیام پر آپ کی معرکۃ الآراء تقریر بھی اس امر کا بیّن ثبوت ہے کہ آپ کو خلافتِ حقہ سے والہانہ عقیدت و محبت اور فدائیت عطا ہوئی تھی۔

الغرض حضرت مولانا شمس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت سی خوبیوں اور صفاتِ حسنہ کے مالک تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دلی محب اور سچے فدائی تھے۔ آپ نے سلسلہ حقہ کی خاطر دُکھ بڑے کے وار برداشت کئے اور ساری عمر دینی جہاد میں صرف کر دی۔ ان کی اچانک وفات ہم سب کے لئے بے حد صدمہ کا باعث ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند فرماوے اور جنت میں انہیں اپنے خاص قرب میں اپنے پیارے حبیب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے متبع کامل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدموں میں جگہ عطا فرماوے اور نیکی، تقویٰ، اخلاص اور خدمتِ دین میں ان کی اولاد اور ہم سب کو آپؓ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق اور طاقت عطا فرماوے اور ہم سب کا انجام بخیر فرماوے۔ اللّٰھم آمین +

خالدِ احمدیت

حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس

(بقیہ از صفحہ ۳۳)

مگر دل ابھی تک ماننے کو تیار نہیں کہ شمس صاحبؓ واقعی وفات پا چکے ہیں، مگر جو حقیقت ہے اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا شمس صاحبؓ وفات پا چکے ہیں۔ اِس مادی دنیا میں آنکھیں اب ان کو دیکھ نہیں سکیں گی۔

شمس صاحب جوانی میں خوبصورت تھے، وفات کے وقت بھی ایک پیارا پن اُن کے چہرہ پر موجود تھا۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے، اُن کے بچوں کو اُن کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین +

مولانا شمس صاحب مرحوم کی عربی تصنیفات

(۱) تحقیق الادیان (۲) دلیل المسلمین۔ (۳) النور المبین (۴) تنویر الالباب۔ (۵) تکمیل التبلیغ (۶) البرھان الصریح فی ابطال الوھیۃ المسیح (۷) الھدیۃ السنیۃ لفئۃ المبشرۃ المسیحیۃ۔ (۸) حکمۃ الصیام (۹) میزان الاقوال۔ (۱۰) توضیح المرام فی الرد علی علماء حمص وطرابلس الشام (۱۱) اعجب الاعاجیب +

ہمارے حضرت شمسؓ

(از جناب محمد منظور صاحب صادق (بی۔ اے) گرمولا ورکاں ضلع گوجرانوالہ)

۱۳؍ اکتوبر ۱۹۶۶ء کی دوپہر کا قریباً ایک بجا تھا اور یہ خاکسار یونیورسٹی سے واپس آکر ہوسٹل کے کھانے کے کمرے میں بیٹھا ہی تھا کہ ایک دوست کے ان الفاظ نے کہ ٹیلیفون کے ذریعہ اطلاع آئی ہے کہ مولٰنا شمس صاحب انتقال فرما گئے ہیں، مجھے چونکا دیا۔ زبان سے بے اختیار اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کے الفاظ تو ادا ہو گئے مگر دل و دماغ سکتہ میں آ گئے اور انہیں یہ باور کرانا مشکل تھا کہ میدانِ احمدیت کا ایک قابلِ فخر شہسوار جسے چند روز قبل ہی ہنس مکھ بشاش اور چلتا پھرتا دیکھ آیا تھا اس قدر جلدی ہی ہم سے جدا ہو گیا ہے۔ احمدیت کے اس نڈر سپوت کی اچانک جدائی نے ایک دفعہ پھر یہ سوچنے پر مجبور کیا کہ اب کیا ہو گا؟ بار بار اس تصور سے کہ ہماری آنکھیں اب شمس صاحبؓ کو نہیں دیکھ سکیں گی دل ڈوبتا اور آنکھیں اشکبار ہوتی جا رہی تھیں مگر سوائے صبر و شکر اور راضی بقضا رہنے کے اور کیا چارہ تھا؟

ابھی فرقتِ محمود رضی اللہ عنہ سے پہنچنے والے زخم ہی مندمل نہ ہونے پائے تھے کہ اس کا "ایاز" بھی آقا کے قدموں کو نشانِ راہ بناتا ہوا اسی منزل کی طرف شدھار دیا اور یوں اس بھری بزم میں سے ایک اور چراغ ہمیشہ کے لئے گل ہو گیا۔

محترم شمس صاحبؓ آسمانِ احمدیت کے ان درخشندہ ستاروں میں سے ایک تھے جنہوں نے ایک طویل عرصہ تک اپنے نور سے ایک عالم کو مشرق و مغرب میں منور کئے رکھا اور جن کا وجود صداقتِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک کھلا ہوا باب تھا۔ آج کی اس مادی دنیا میں دنیوی آلائشوں اور اس کے دھندوں سے منہ موڑ کر خدمتِ اسلام کے لئے کمربستہ ہونا فی ذاتہٖ ایک قابلِ صد مبارک امر ہے مگر اپنے محبوب امامؑ کی خواہش اور ارشاد پر اپنے اعزہ و اقارب حتّٰی کہ اپنی جوان سال اور نو بیاہتا رفیقۂ حیات سے بالکل بے پرواہ اور جوانی کے تمام نفسانی جذبات کو کچلتے ہوئے دیارِ غیر میں غریب الوطنی کی زندگی گزارنا محترم شمس صاحبؓ کا ہی طرۂ امتیاز ہے جو ایک طرف آپ کی اپنے امام سے محبت و عشق و وفا کی عکاسی کرتا ہے تو دوسری طرف آپؓ کے تبلیغ اسلام کے لئے جذبۂ فدائیت کا اظہار کرتا ہے۔ یہاں تک کہ اس راہ میں آپ کو اپنا عزیز خون بھی بہانا پڑا مگر حرفِ شکایت زبان پر نہ آیا۔

اپنے اس قابلِ رشک آغاز سے لیکر اپنی زندگی کے آخری سانس تک آپ ایک پروانہ کی طرح "شمع محمودؓ" پر نثار ہوتے رہے اور خدمت کا وہ حق ادا کیا کہ آپ کی فدائیت آقا کے حضور بھی مقبول ہوئی اور اُسوقت جبکہ دُنیا کے کونہ کونہ سے احمدیت کے پروانے جمع تھے محمودؓ نے اپنے اس "ایاز" کی عزت افزائی فرماتے ہوئے "خالدِ احمدیت" کے قابلِ فخر اعزاز سے آپ کو نوازا۔ اپنے آقا کے حضور یہ شرف محترم شمس صاحبؓ کے لئے یقیناً قابلِ فخر تھا اور وہ اس خوش بختی پر جتنا بھی ناز کرتے کم تھا۔

ایک اور شرف جو خاص طور پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا تھا وہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی علالت کے عرصہ میں حضورؓ کی نیابت میں فرائضِ تربیت ادا کرنا تھا۔ اس حیثیت سے آپ نے جس رنگ میں اپنی خداداد علمی اور دماغی صلاحیتوں سے جماعت کی خدمت کی اور اس نازک ذمہ داری کو جس احسن طور پر ادا کیا اس کے لئے جماعت ہمیشہ آپ کی شکر گزار رہے گی۔ کیونکہ آپ نے اس عرصہ میں نہ صرف جماعت میں قربانی و ایثار کا معروف جذبہ موجزن رکھا بلکہ حضور رضی اللہ عنہ کی علالت کے باوجود آپ کی فعّال قیادت میں کسی قسم کی کوئی کمی محسوس نہ ہونے دی۔ اپنے اس فرض کو ادا کرنے میں آپ اس حد تک محتاط تھے کہ جونہی آپ کو جماعت میں انفرادی یا اجتماعی طور پر کوئی کمزوری دکھائی دی فوراً اپنے خطبات میں اس کی طرف توجہ دلا دی اور اصلاح کی تحریک فرمائی۔ چنانچہ آپ اپنے اس طریق پر اس قدر پابند تھے کہ بعض اوقات بظاہر معمولی باتوں پر آپ کا پورا خطبہ وقف ہوتا تھا۔ آخر ایسا کیوں نہ ہوتا جبکہ آپ کے کندھوں پر جماعت کی تربیت کی ایک نازک ذمہ داری تھی اور آپ اپنے محبوب باغبان یعنی محمودؓ کے اس لہلہاتے گلستان میں کسی پھول کو بھی مُرجھاتا نہیں دیکھ سکتے تھے۔

مندرجہ بالا ان قابلِ رشک امور کے علاوہ محترم شمس صاحبؓ مرحوم اَن گنت خوبیوں اور اخلاقِ حسنہ کے بھی مالک تھے۔

آپ وجیہہ صورت اور پُر وقار ہونے کے ساتھ ساتھ حد درجہ ملنسار اور خلیق تھے۔ چھوٹا ہوتا یا بڑا، واقف ہوتا یا اجنبی، ہر ایک سے خندہ پیشانی اور تحمل سے کلام کرتے۔ ایک دفعہ خاکسار ایک غیر از جماعت دوست کو جو کہ معمولی پڑھے لکھے تھے لیکر دفتر میں حاضر ہوا۔ آپ نے پوری بشاشت کے ساتھ اسکی باتوں کو سُنا اور پُورے صبر اور دلجمعی سے نہایت دلنشین پیرائے میں اس کی تسلی فرمائی۔ اپنی بیحد مصروفیات کے پیشِ نظر یا بصورتِ دیگر اگر اُن میں ذرہ بھر بھی علمی گھمنڈ ہوتا تو وہ یہ کام کسی اور ماتحت عالم یا مربی کے بھی سپرد فرما سکتے تھے مگر آپ کا اس غیر احمدی دوست کو خود کافی وقت دینا آپ کی بلند اخلاقی اور منکسر المزاجی کا واضح ثبوت ہے جس کا اس دوست پر بہت اچھا اثر ہوا۔

سنجیدگی اور متانت کے ساتھ آپ کی

طبیعت میں مزاح بھی تھا مگر وقار کو کبھی ہاتھ سے نہ چھوڑتے۔

ایک اور وصف جو خاص طور پر آپ کی ذات میں مشاہدہ کیا گیا۔ وہ نمازوں کے لئے وقت کی پابندی کا خیال رکھتے صحت کی صورت میں پنجوقتہ نمازوں میں شاید ہی کبھی ایسا ہوتا کہ آپ چند منٹ دیر سے تشریف لاتے ورنہ آپ ہمیشہ عین وقت پر مسجد میں تشریف لاتے اور نماز پڑھاتے۔ آپ جیسے مصروف اور ہمہ وقت مشغول شخص کے لئے پابندی اوقات کا یہ التزام بلا مبالغہ ایک خداداد وصف تھا۔

کن کن اوصاف کا ذکر کیا جائے جبکہ وہ شخصیت ہمہ صفت موصوف تھی اور بلا شبہ آپ اُن بندگانِ خدا میں سے تھے جنہیں دیکھ کر خدا تعالیٰ یاد آتا تھا۔ احمدیت کا یہ عظیم مجاہد معاندینِ اسلام واحمدیت کے لئے ایک ضرب کاری تھا۔ اور یہی وجہ تھی کہ آپ کی جدائی پر دل کو یہ کھٹکا لگا کہ اب کیا ہوگا۔

مگر وہ خدا جو ابتدا سے اس سلسلہ کی مدد کے لئے "نورالدین رض" "عبدالکریم رض" "مفتی محمد صادق رض" اور "عرفانی" صاحبان رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسے فاتح اور جری مجاہد پیدا کرتا چلا آیا ہے آئندہ بھی یقیناً اس سلسلہ کو بے یار و مددگار نہیں چھوڑے گا ـــــ یہ تھی وہ اُمید جس سے اس وقت بھی دل کو ڈھارس بندھی جبکہ ہمارے پیارے شمس صاحب رض ہم سے جُدا ہوئے۔ غریب مگر غیور دل، خوابیدہ مگر باحیا اور بیدار دُور بین آنکھ، کم گو مگر شیریں بیان زبان کے حامل ہمارے شمس مرحوم رض انہی اکابرینِ جماعت میں سے ایک تھے جن پر سلسلہ احمدیہ کو ہمیشہ ناز رہے گا۔ اللہ تعالیٰ ان کی رُوح کو ہمیشہ خوش رکھے اور اُن پر ہر آن اپنے افضال نازل فرمائے اور ان کی اولاد کا حافظ و ناصر ہو اور خدا کرے کہ ان کی اولاد بھی اپنے قابلِ فخر باپ کی شاندار روایات کو زندہ رکھ سکے اور خدا کرے کہ سلسلہ احمدیہ کو شمس صاحب رض جیسے بے لوث اور فدائی خادم ہمیشہ میسر آتے رہیں۔

آمین ؛

مولانا شمس صاحب کی اردو تصنیفات و رسائل

(۱) میرے دھرم کا وعدہ (۲) حقیقتِ جہاد (۳) پیشگوئیاں (۴) تنقیدِ صحیح (۵) بارہ نشان (۶) منکرینِ خلافت کا انجام (۷) تائیدِ نشانِ آسمانی (۸) عقائدِ جماعت احمدیہ (۹) اہلِ حق کا پیغام جہلم والوں کے نام (۱۰) مباحثہ سارچور (۱۱) مقدمہ بہاولپور (۱۲) مباحثہ میانی (۱۳) رسالت مآب خاتم النبیین (۱۴) پاک محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم (۱۵) آیت خاتم النبیین کی تفسیر (۱۶) نداءِ عام (۱۷) تشریح الزکوٰۃ (۱۸) شانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم (۱۹) پیشگوئی المصلح الموعود کا حقیقی مصداق (۲۰) اسلام عالمگیر غلبہ (۲۱) شرح القصیدہ (۲۲) صداقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ـــ اور دیگر رسائل ؛

ایک محمودؓ کا وہ ایک ایاز

(از جناب امین اللہ خان صاحب سالک)

ایک خالد — وہ مردِ حق انداز
شمسؔ تھے اک مجاہدِ جانباز

وہ عرب میں نویدِ صبحِ بہار
ارضِ افرنگ میں وہ درسِ مفاز

آج پھر رکھ گیا وفا کا بھرم
ایک محمودؓ کا وہ ایک ایاز

پھول تھا ایک اس گلستاں کا
باعثِ صد ہزار فخر و ناز

دہر میں پستیاں بھی ہیں لیکن
وہ رہے سربلند و سرافراز

حق طلب، حق نگار، حق اطوار
حق نظر، حق پرست، حق آواز

شمسؔ دیتے رہے پیامِ حیات
ان کی باتوں میں تھا یقین و ثبات

مولانا جلال الدین صاحب شمسؓ کی یاد میں

(از جناب مولوی محمد صدیق صاحب فاضل امرتسری)

جلال الدین پر رحمت خدا کی　　جنہوں نے عمر بھر اس سے وفا کی

قلم میں ان کی جادو کا اثر تھا　　روانی لیکچروں میں تھی بلا کی

وہ اک شمس مبیں تھے دینِ حق کے　　اسی رہ میں بالآخر جاں فدا کی

گزاری زندگی صبر و رضا میں　　ہراک کے واسطے ہر دم دعا کی

دیارِ مشرق و مغرب میں برسوں　　خدا کے دیں کی خدمت برملا کی

حقیقت میں تھے مردِ آسمانی　　بظاہر گو نظر آتے تھے خاکی

ہوئے دو چار جب بھی مشکلوں سے　　نہیں ہرگز کبھی چون و چرا کی

بہت ہی صابر و شاکر بشر تھے　　کبھی پایا نہ ہم نے ان کو شاکی

خوشی کا دن ہو یا ہو رنج کی شب　　ہمیشہ اپنے مولیٰ سے وفا کی

امام مسجدِ لندن تھے جب وہ　　وہاں میں نے بھی ان کی اقتدا کی

رہا دو سال تک میں اُن کا نائب　　بہم تبلیغ ہم نے جا بجا کی

مَیں شاہد ہوں کہ ہر دم اُن کو پایا　　مثالِ خاص زُہد و اتقا کی

وہاں پڑھتا رہا میں اُن سے تفسیر　　کتابِ حضرتِ ربّ العُلیٰ کی

تھی اک شرح ہوتی اُن کی اپنی　　بڑی شفقت سے وہ مجھ کو عطا کی

غرض سیکھا بہت کچھ میں نے اُن سے　　ہوں اُن پر رحمتیں بے حد خدا کی

بُلاوا حق سے جب آیا اچانک　　تو جان تن سے سفر ہی میں جُدا کی

ملے گی عمر پینسٹھ سال ان کو　　ازل سے تھی یہی مرضی خدا کی

الٰہی تو عظیم المغفرت ہے　　نہیں حد تیری بخشش اور عطا کی

وہ بیشک تھے ترا اک نیک بندہ　　تو کر دے مغفرت اس باوفا کی

رہے سایہ تری رحمت کا اس پر　　ملے جنت میں قربت انبیا کی

اگر تقویٰ نہیں ہے تجھ میں صدّیق
عبادت تو نے کچھ کی بھی تو کیا کی

حضرت مولانا جلال الدین شمسؓ کے اوصاف

(از مکرم جناب میر اللہ بخش صاحب تسنیم)

پھر جلال الدین شمس آئی ہے تیری یاد آج
ہر نفس اپنا سراپا بن گیا فریاد آج

آج پھر آنسو بہاتا ہوں مَیں تیری یاد میں
روح فرسا گیت اک گاتا ہوں تیری یاد میں

سرفروشانِ جہادِ حق کا تو سالار تھا
دیں کی خاطر جان تک دینے کو تو تیار تھا

سرزمینِ شام تیرے خوں سے لالہ رنگ ہے
اور یورپ کی فضا جرأت پہ تیری دنگ ہے

کر دکھایا تو نے فرض اپنا ادا جس شان سے
پوچھ سکتا ہے ہر انساں آج انگلستان سے

ہر طرف ہوتی رہی بارش اگرچہ آگ کی
لے مگر دیمی ہو نے پائی تیرے راگ کی

تو حسین ابن علی کی روح کی تفسیر تھا
کربلا تھی سرزمینِ شام تو شبیر تھا

کھا کے تو دستِ عدو سے زخم خنجر بچ گیا
بچ گیا تو موت کے مُنہ میں بھی جا کر بچ گیا

چھو نہیں سکتا فنا کا ہاتھ تیرے نام کو
تو نے اپنے خوں سے دی تازہ بہار اسلام کو

لوٹنا ممکن ہو یوں تیرا تو ہم روتے رہیں
تختۂ مشقِ ستم آلام کا ہوتے رہیں

عالمِ اسلام کا تو تھا وہ فرزندِ جلیل
آج تک گاتی ہے نغمے جس کے موجِ رودِ نیل

کر دیا مُنہ بند تو نے پادری منصور کا
سرنگوں کر رکھ دیا باطل کے مکر و زور کا

سرزمینِ مصر کے فرزند حیراں رہ گئے دیکھ کر تیرا تبحّرِ خس بد نداں رہ گئے

کارناموں سے تیرے ویرانہ ہندوستاں

آج بھی سنتا ہے صبح و شام گلبانگِ اذاں

ایسے ایسے فاضلوں کی یادیں لُٹتے ہیں ہم اور اسیرِ حلقہ رنج و الم ہوتے ہیں ہم

پھر کہاں پیدا کریگی سیکھواں کی سرزمیں اس طرح کا حبرِ کامل حامیٔ دینِ متیں

آہ وہ رشد و ہدیٰ کے آسماں کا آفتاب مشرق و مغرب ہوئے جسکی ضیا سے فیضیاب

مہدیٔ موعود کی افواج کا وہ جانفروش کر دیا کیوں موت کے بے رحم ہاتھوں نے خموش

آج وہ محمودؓ کے لشکر کا خالد ہے کہاں

سیف آسا تیز تھا جس کا قلم جس کی زباں

آہ وہ چہرہ شگفتہ آہ وہ شیریں جبیں گفتگو میں دلفریبی اور خاموشی حسیں

بحث میں شانِ تحمّل بردباری کی نمود عقدہ ہائے صعب کی چند ایک لفظوں میں کشود

تھا سراپا خدمتِ اسلام کی تصویر وہ لوحِ ہستی پر تھا اک اخلاص کی تصویر وہ

آج وہ پروانۂ شمعِ خلافت ہے کہاں عاشقِ دیں جاں نثارِ احمدیت ہے کہاں

اس طرح کے آدمی آتے نہیں ہیں روز روز جنکے سینے میں محبت دیں کی ہو مذہب کا سوز

چھین کر ہم سے بزور ایک ایک کو لے گئی

موت اس جیسے گہر ہائے گراں مایہ گئی

زندگی کردار ہے، کردار تو فانی نہیں

(از محترمہ سعیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ حضرت مولانا شمس صاحب)

آہ کیوں غمناک سے ہیں اب مرے شام و سحر
چھا رہی ہے ایک ویرانی سی تا حدِّ نظر
دُور تک پھیلی ہوئی ہیں، درد کی پرچھائیاں
پیکرِ افسردگی ہیں ذہن و دل کے بام و در
روح سے لپٹے ہوئے ہیں غم کے سائے اُف خدا
زندگی لے آئی مجھ کو سسکیوں کے موڑ پر
دن گزر جاتا ہے میرا سوزشِ آلام میں
آنسوؤں کے موتیوں کو رولتی ہوں رات بھر
کس لئے یہ تلخیاں، یہ رنج ہیں میرے لئے
اور پھر خاموش ہو جاتی ہوں یہ سب سوچ کر

موت کی ہنگامہ آرائی سے بچ سکتا ہے کون ؟
گور کی بے درد تنہائی سے بچ سکتا ہے کون؟

ابتدا سے زندگی کا بس یہی معمول ہے
چار دن کی زندگی اور پھر لحد کی دھول ہے
آپ کو بھی اس سفر پہ لے گیا میرا خدا
میں اگر شکوے کروں تو یہ میری ہی بھول ہے

زندگی کردار ہے کردار تو فانی نہیں،
جو شگفتہ رہتا ہے ہردم یہی وہ پھول ہے
آپ کے کردار کی عظمت کو بھولیں ہم کبھی
یہ ہماری ہی نہیں انسانیت کی بھول ہے
سچ کہیں گر ہم تو زندہ ہیں فقط اس کے لئے
آپ کی اقدار کی یادوں میں دل مشغول ہے

پھولتی ہے احمدیت آپ کی تحریر سے
جھومتی تھی احمدیت آپ کی تقریر سے

وحدیت میں تھی ڈوبی زندگانی آپ کی
روحِ دینِ مصطفےٰؐ سے ہر طرح معمور تھی
آپ جنّت کی فضاؤں میں سدا دلشاد ہوں
آپ کے ہمدوش ہوں فضل و رضائے ایزدی
آپ کے مرقد پہ سورج پھول برساتا رہے
نرم سے موتی لٹائے اس پہ شبنم کی نمی
دن کو بادل اس پہ اپنی رحمتیں صدقے کریں
رات کو سایہ فگن ہو اس پہ زریں چاندنی
آپ کے نقشِ قدم پہ ہم سدا ہوں گامزن
آپ کی یادوں کا زیور ہے ہماری زندگی

میرے "سورج" کی شعاعیں پھولتی پھلتی رہیں
رحمتوں اور برکتوں کی گود میں پلتی رہیں

اَلْيَوْمَ غَابَتْ شَمْسُنَا

(للسیّد محمود احمد عبد القادر العودہ المحترم)

بِالْاَمْسِ اَظْلَمَ يَوْمُنَا وَالْيَوْمَ غَابَتْ شَمْسُنَا
لَمْ نَنْسَ بَعْدُ فِرَاقَ مَحْمُو دِ الْبَشِيْرِ اِمَامِنَا
فَلَقَدِ اكْتَوَيْنَا بِاللَّظٰى وَتَفَطَّرَتْ أَكْبَادُنَا
وَالْيَوْمَ اِنْتَزَعَ الْمَنُوْنُ مِنَ الْحَيَاةِ حِلًا لَنَا
اَلْعَيْنُ تَسْكُبُ مَاءَهَا وَالنَّارُ فِيْ أَحْشَائِنَا

رُحْمَاكَ رَبِّيْ لَا تَكِلْنَا لِلْمَصَائِبِ وَالْعَنَا
اِنْ مَاتَتِ الْاَجْسَادُ فَالْاَ رْوَاحُ حَاضِرَةٌ هُنَا
اَلْمَوْتُ حَقٌّ اِنَّمَا لَا يُسْتَسَاغُ لِحُبِّنَا
لٰكِنْ مِنَ الْاِيْمَانِ تَسْلِيْمُ الْاُمُوْرِ لِرَبِّنَا
هُوَ خَالِقُ الْاَشْيَاءِ مِنْ عَدَمٍ اِلَيْهِ مَلَاذُنَا
جَنَّاتُ عَدْنٍ اُزْلِفَتْ لِاِمَامِنَا وَ جَلَالِنَا

وَاللّٰهَ نَسْئَلُ اَنْ يُعَوِّضَنَا بِمَلْأِ فَرَاغِنَا
وَيُعِيْنَ مَوْلَانَا الْخَلِيْفَةَ نَاصِرَ بْنَ بَشِيْرِنَا
وَيَسُوْدُ دِيْنُ السِّلْمِ فِي الدُّنْيَا وَيَرْجِعُ مَجْدُنَا

حضرت شمسؓ کی یادیں

(جناب مولوی نور محمد صاحب نسیم سیفی)

تری سعیٔ مشکور نے احمدیت کے خوش رنگ گلشن کو برسوں نکھارا
ترے جذبۂ عشقِ احمدؐ نے احمدؐ کے دیں کی محبت پہ ہم کو ابھارا

تری یاد کی جھلکیاں ظلمتوں کی فضاؤں میں یونہی چمکتی رہیں گی
ترا نام روشن رہے گا ہمیشہ، زمیں کا ہے جھومر فلک کا ستارا

ترا نقشِ پا ثبت ہے مصر و شام و فلسطیں کی شاہراہوں پہ اب تک
تجھے اہلِ یورپ نہ بھولیں گے ہرگز کہ تو نے انہیں سوئے وحدت پکارا

ہر اک حال میں زندگی کے سفر کو جہادِ مسلسل سمجھتا رہا تو
ہر اک گام پر کامیابی نے تیرے قدم چوم کر تیرا جذبہ ابھارا

تجھے خالدِ احمدیت کا دے کر لقب تجھ کو پائندگی بخش دی ہے
کہاں سے اٹھا کر کہاں لے گیا تجھ کو فضلِ عمرؓ کی عنایت کا دھارا

یہ جی چاہتا تھا کہ اک بار کہتے ابھی تو یہاں بھی ضرورت ہے تیری
کہے کون اور کہہ سکے بھی تو کیونکر کسے اتنی جرأت یہ ہے کس کو یارا

حقیقت تو یہ ہے نسیم اس طرح حضرتِ شمس کی یاد قائم رہے گی
اگر خدمتِ دیں میں شوق سے زندگی کا ہر لمحہ تم نے گذارا

علم و روحانیت کا ایک ستارہ ڈوب گیا

(محترمہ عزیزہ سلیمہ میاں صاحبہ بنت جناب مرزا معظم بیگ صاحب آف کوئٹہ)

ابتدائے آفرینش سے سنت اللہ یہی ہے کہ جو اس دنیا میں آئے وہ ایک نہ ایک دن اس جہان سے کوچ کر جائے۔ مگر بعض ہستیاں اس دار المحن میں ایسی بھی پیدا ہوتی ہیں کہ ان کے وصال پر مدتوں ان کی یاد دل کو حزن و ملال کا مورد رکھتی ہے۔

حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمسؓ بھی اس دنیا سے چل دیئے جن کے لئے دل آج بھی غمگین اور آنکھیں اشکبار ہیں۔ وہ وجود جو کہ گزشتہ چند سالوں سے کوئٹہ کی جماعت میں علم و روحانیت کے موتی لٹانے آتا رہا۔ آہ! آج ہم اس ہستی کے فیضان سے محروم ہو گئے۔ ہمیں کیا علم تھا کہ دینی علوم کا یہ بحرِ زخار آخری بار ہم میں موجود ہے اور آئندہ موسمِ بہار اس کی روحانی بادِ بہاری سے محرومی کا احساس لے کر آئے گا۔

جماعتِ کوئٹہ کو آپ سے ایک اُنس اور خاص لگاؤ تھا اور آپ بھی ایک خاص شفقت سے باوجود ایک دور مقام ہونے کے اس طرف کا رُخ کر کے ہی درسِ روحانیت دینے آتے۔ جتنا وقت ہم میں مقیم رہتے درس و تدریس کا سلسلہ جاری رہتا۔ ہمیں اپنے زرّیں نصائح سے مستفید فرماتے۔ خطبات میں اصلاح کا پہلو جھلکتا۔ آپ کا سارا وقت اسی فکر میں گزرتا کہ شمعِ احمدیت کے یہ پروانے جو آجکل آپ کے گرد جمع رہتے ہیں وہ ہر لحاظ اور ہر جہت سے میدانِ عمل میں نکلیں۔ اسلام کی لازوال شمعیں فروزاں کریں۔ اپنے اطوار و کردار سے دنیا میں ایک مثالی وجود ثابت ہوں۔

اسلام کا یہ مجاہد جس کی زندگی کے اوراق ہمیشہ درخشندہ رہیں گے کیونکہ وہ ایسے کام کر گیا جو آئندہ نسلوں کے لئے ایک شمع کا کام کریں گے۔ آپ کی زندگی کے ابتدائی دور کو سامنے رکھیں تو آپ کا وجود اسلامی دنیا کے لئے ایک قابلِ رشک اور قابلِ تقلید وجود نظر آتا ہے۔ اسلام کے علم کو دنیا کے کونہ کونہ میں لہرانے کے لئے جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے مبلغین کو بھیجا تو اسلام کے اس نامور مجاہد نے علم و عمل کی یلغار کر کے وہ عظیم الشان کام سرانجام دیئے کہ فضلِ عمرؓ نے خوش ہو کر "خالدؓ" کے لقب سے سرفراز فرمایا۔

آپ علمِ دین کا ایک بحرِ ناپیدا کنار تھے۔ آج ہمیں فخر ہے کہ دنیا میں صرف ایک جماعت احمدیہ ہی

ایسی جماعت ہے جس نے ایسے سپوت پیدا کئے۔ جو باطل کے خلاف زندگی کا بیشتر حصہ نبرد آزما رہے جنہوں نے عنفوانِ شباب سے لے کر تا دمِ آخر کوئی ساعت ایسی نہ گزاری جو اسلام اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو بلند کرنے میں صرف نہ ہو۔ حضرت مولینا رضی اللہ عنہ نے حقیقت میں اپنے نام کے مطابق شمس ہی بن کر دکھایا۔ جو مغرب کی وادیوں میں نورِ احمد کا نام اور اسلام کی نورانی کرنوں سے طلوع ہوا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کو پورا کرنے کا موجب بنے۔

آپ اسلام کے وہ مایۂ ناز بطلِ جلیل اور شہسوارِ تبلیغ تھے جس نے حقیقت کو بے نقاب کرنے کے لئے ہر ضرورت پر فوراً میدانِ عمل میں قدم رکھا۔ اور مناظرہ سے، روحانی براہین اور دلائل قاطعہ سے دلوں کو اسلامی تعلیم سے بہرہ مند کرتا رہا ـــــ جس نے شرق و غرب کو بادۂ عرفان پلایا ـــــ وہ فصاحت و بلاغت کے میدانِ کارزار کا سرگرم رُکن ـــــ جو مجلسِ عرفان کا ہیکش تھا۔ علم و معرفت میں بے بدل ـــــ قرآنی علوم و انوار کا خزینہ ـــــ قناعت، صبر، توکل علی اللہ کا مجسمہ تھا ـــــ آپ اپنے بے شمار ایسے واقعات سنایا کرتے جن سے ثابت ہوتا کہ آپ نے اگر اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے دین کے لئے وقف کیا تھا تو آپ کے سب کام خدا تعالیٰ خود کرتا رہا ہے۔

جب آپ کی دائمی جدائی کا سُنا تو دل بیکار اُٹھا۔ الٰہی! ایسے خالد پیدا ہوتے رہیں ـــــ ایسے شمس طلوع ہوتے رہیں جو دنیائے اسلام کے لئے جائے فخر ہوں۔

اے خدائے برتر! تو ان کی روح پر انوار و برکات کی بارشیں نازل فرما ـــــ اور انہیں اپنے خاص مقامِ قرب سے نواز ـــــ آمین ◆

برجستہ جواب

(مکرم روشن دین صاحب صراف اوکاڑہ)

ایک دفعہ جڑانوالہ کے قریب ایک مناظرہ ہوا اس میں مولوی محمد حسین صاحب کولوتارڑ والے ہمارے مقابلہ پر تھے۔ مولانا جلال الدین صاحب شمس رضی اللہ عنہ صدر تھے اور مولوی محمد شریف صاحب مبلغ فلسطین مناظر تھے۔ مولوی محمد حسین صاحب نے اپنی ناکامی کو دیکھتے ہوئے کہ ایک بچہ سے مناظرہ کر رہا ہوں حضرت شمس صاحب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مولوی صاحب! ہم نے مولوی نورالدین سے مناظرہ اور گفتگو کی ہے حافظ روشن علی صاحب سے مناظرے کئے، مولوی غلام رسول راجیکی سے بحث کی ہے اور آج تم ایک بچہ کو ہمارے مقابلہ پر کھڑا کر رہے ہو؟

حضرت شمس صاحب رضی اللہ عنہ کے جواب سے وہ اور بھی شرمندہ ہو گیا۔ آپ نے فرمایا مولوی صاحب آپ کی ذلت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے کہ آپ نے ہمارے اُستاد سے مناظرہ کیا اور پھر شاگردوں سے مناظرہ کیا اور پھر شاگردوں کے شاگردوں کے شاگردوں سے مناظرہ کر رہے ہیں کیا اس میں آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا ثبوت نہیں ملتا؟ ◆

مولانا شمسؓ کے حُسنِ سلوک کا ایک واقعہ

(از محترمہ عزیزہ حمیدہ بیگم صاحبہ ۔ چک جمال ضلع جہلم)

حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب ایڈیٹر ماہنامہ الفرقان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

الفضل سے معلوم ہوا کہ آپ الفرقان کا شمسؓ نمبر نکالنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپکی کوششوں میں برکت فرمائے اور آپ کو ایسے حالات وواقعات علمی وعملی اور معاملات وسلوک کے متعلق جمع کرنے کی توفیق فرمائے۔ آمین

مَیں بھی ایک مختصر سا واقعہ جو میرے لئے بہت ہی پیارا ہے لکھتی ہوں۔ اگر مناسب سمجھیں تو اس کو شائع فرما کر شکریہ کا موقع بخشیں۔

حضرت مولانا شمس صاحب رضی اللہ عنہ اپنی شفقت، خدا ترسی، تقویٰ شعاری اور بے نفسی کی وجہ سے سب احباب جماعت میں مقبول تھے اس میں امیر و غریب اور اپنے پرائے کا امتیاز نہ تھا۔ مَیں ایک واقعہ بیان کرتی ہوں جس سے آپ کے یتیموں سے شفقت بھرے سلوک کا اظہار ہوتا ہے۔ میرے لئے یہ ہمیشہ یاد رہنے والا واقعہ ہے۔

مَیں پانچ چھ سال کی تھی کہ اپنے والدین کی شفقت اور پیار سے محروم ہوگئی۔ میرے ابا جان میری دو سال کی عمر میں چارکوٹ تحصیل راجوری میں اور والدہ محترمہ پارٹیشن کے بعد پانچ چھ سال کی عمر میں جہلم میں ۱۹۵۲ء میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ اس طرح مجھے اپنے والدین کا کوئی لاڈ و پیار بلکہ اُن کی شکل و صورت بھی یاد نہیں۔

والدہ کی وفات کے وقت بھائی جان مکرم مولوی بشیر احمد صاحب قمر مربی سلسلہ احمدیہ جامعہ احمدیہ احمدنگر میں پڑھتے تھے۔ والدہ کی جدائی کے بعد بھائی جان سے بڑھ کر میرا کوئی ہمدرد اور خیرخواہ نہ تھا، اس لئے وہ مجھے احمدنگر لے آئے۔ یہاں انہوں نے نامساعد حالات میں اپنی پڑھائی کے ساتھ ساتھ میری تعلیم و تربیت کا بھی بوجھ برداشت کیا۔ یہاں پر ہی ان کی شادی خواجہ محمد حسین صاحب بٹ کی بیٹی سے ہوگئی جو کہ حضرت شمس صاحبؓ کی بھانجی ہیں۔ اس وجہ سے ہم حضرت شمس صاحبؓ کو ماموں جان ہی کہا کرتے تھے۔

اس تعلق کے بعد وقتاً فوقتاً ان کے ہاں آنے جانے اور بعض دفعہ کئی دنوں تک ان کے پاس ٹھہرنے کا اتفاق ہوتا رہا۔ ہمیشہ شفقت سے خیر و عافیت دریافت فرماتے۔ بھائی جان کے متعلق "قمر صاحب" کہہ کر دریافت فرماتے۔ پھر مطالعہ یا مضمون لکھنے

یا سلسلہ کے کسی کام میں مشغول ہو جاتے۔ زیادہ طول طویل گفتگو نہ فرماتے جتنی بات کرتے بشاشت اور خندہ پیشانی سے فرماتے۔

وہ واقعہ جو مجھے کبھی نہ بھولے گا اور آپ کی پیاری یاد اور دعا کا موجب ثابت ہوتا رہے گا انشاء اللہ یہ ہے کہ دسمبر ۱۹۶۳ء میں میرا رخصتانہ قرار پایا۔ میرے سسرال بوچک جمال ضلع جہلم میں رہتے ہیں مصر تھے کہ رخصتانہ جلسہ سالانہ کے موقع پر ہو تا کہ ہم جلسہ پر آئیں تو لڑکی کو ساتھ لیتے آئیں۔ بھائی جان نے حضرت ماموں جان سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ ان دنوں میرا شامل ہونا مشکل ہے اگر آگے پیچھے کر لیا جائے تو اچھا ہے لیکن پروگرام بعض اور مجبوریوں کی وجہ سے نہ بدل سکا۔ آپ کو ان دنوں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی بیماری کی وجہ سے بہت مصروفیت ہوتی تھی۔ نیز نظارت کے کام کی وجہ سے بھی مصروفیت تھی۔ لیکن آپ کا شریک نہ ہو سکنا ہمارے لئے بھی بہرحال افسوس کی بات تھی۔ ۲۹ر دسمبر کو سات آٹھ بجے صبح برات نے احمد نگر پہنچنا تھا۔ برات پہنچنے کے تھوڑی دیر بعد ہمارے ماموں جان بھی کسی دوست عزیز کی کار یا جیپ لیکر احمد نگر پہنچ گئے۔ آپ کی اس غیر متوقع آمد پر سب ہی بہت خوش ہوئے۔ فرمایا بہت تھوڑے وقت کے لئے آیا ہوں، دعا ہو جائے تا میں واپس جا سکوں۔ فرش پر براتیوں اور مہمانوں کے ساتھ بیٹھ گئے مہمانوں کے ناشتہ سے فارغ ہونے پر دعا کروائی۔ بعد دعا آپ کے ساتھ مل کر مہمانوں نے فوٹو لینے کی خواہش کی۔ آپ بیٹھ گئے۔ فوٹو کھچوایا۔ اور پھر اٹھ کر اپنی بیٹی جمیلہ شمس اور بھانجے احمد حسین صاحب درویش کے ساتھ میرے پاس آ گئے۔ کھڑے کھڑے میرے سر پر پیار و شفقت کا ہاتھ پھیرا، دعا دی اور خدا حافظ کہہ کر چلے گئے۔ اس طرح اس وقت والدین کی شفقت اور پیار سے میرے محروم کے احساس کو آپ نے محسوس کر کے میری حوصلہ افزائی فرمائی اس طرح آپ نے ایک یتیم اور غریب لڑکی کی دلجوئی فرمائی۔

اے اللہ! تو اس خالد محمود رضی اللہ عنہما کو اپنے قرب و محبت سے نواز اور اس کی قربانیوں کو قبول فرما۔ آپ کی اولاد و ذریت کا تو ہی حافظ و ناصر ہو اور ہم سب کو ان کے پاک اخلاق و عادات کو زندہ و تابندہ رکھنے کی توفیق فرما۔ آمین

قطعہ تاریخ وفات حضرت مولانا شمس رض

ازیں دارِ فانی سفر کردہ شمس
اقامت گزیں شد بدار النعیم
پئے سال رحلت بگوشم سروش
بگفتا "فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا"

۱۳　ھ　۸۶

(محمد احمد مظہر)

حضرت مولانا شمسؓ میری نظر میں!

(محترمہ فوزیہ میر صاحبہ بنت جناب میر ظفر علی صاحب وزیرآباد)

اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب کو یہ توفیق عطا کی ہے کہ آپ الفرقان کا شمسؓ نمبر شائع کر رہے ہیں۔ میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ میں بھی اس ثواب میں کچھ حصہ لوں۔

آہ ایک روشن دماغ تھا نہ رہا

یوں تو یہ سلسلہ ازل سے چل رہا ہے اور ابد تک چلتا رہے گا۔ ہر ایک انسان نے مرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ثُمَّ إِلَيْنَا تُرْجَعُونَ مگر بعض افراد کی وفات ایسی ہوتی ہے جن کا دل کو از حد صدمہ پہنچتا ہے۔ آج اُن ہی میں سے ایک ایسی بلند ہستی کی وفات کا ذکر کرنے لگی ہوں وہ قابلِ فخر ہستی علامہ حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تھی جو ہمارے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے جیّد عالم، زبردست ستون اور بڑے بہادر جرنیل تھے۔ جن کی وفات کا صدمہ جانکاہ ابھی تک تازہ ہے۔ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔

یوں ہی معلوم دیتا ہے کہ حضرت مولانا شمس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابھی ہمارے درمیان موجود ہیں۔ اور واقعہ میں موجود ہیں گو بظاہر ہماری مادی آنکھوں سے اوجھل ہو چکے ہیں۔ کیونکہ جس شخص نے مقامِ شہداء کا بلند مرتبہ پایا اُس کا نام رہتی دنیا تک زندہ ہے اور وہ یقیناً زندہ ہے۔ آپ کا نام اور کام تا قیامت زندہ رہے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ لیکن آپ کی یاد کا زخم وقت بھی مندمل نہیں کر سکتا کیونکہ وقت کے ہاتھوں یہ اور بھی گہرا ہو جاتا ہے۔ پھر ایسا کیوں نہ ہو، زندہ قومیں اپنے مشاہیر کی یاد کو ہمیشہ ہمیش تازہ رکھتی ہیں اس لئے کہ ایسی ہستیاں صدیوں کے بعد پیدا ہوتی ہیں۔ اور اپنے وقت پر سورج کی طرح روشن ہو کر ایک دنیا کو منور کر دیتی ہیں لیکن جب اس فانی دنیا سے مُنہ موڑ کر رخصت ہو جاتی ہیں تو ایسی گھٹا ٹوپ تاریکی چھوڑ جاتی ہیں جہاں دُور دُور تک روشنی کے سائے بھی نظر نہیں آتے۔ ایسا ہی مولانا رضی اللہ عنہ کی وفات سے جو خلا جماعت میں پیدا ہوا اس کا پُر ہونا بہت دشوار ہے۔ آہ کیسی پیاری ہستی تھی جو ہم سے بہت جلد روپوش ہو گئی۔

خاکسارہ نے حضرت مولانا جلال الدین شمسؓ کو سب سے پہلے ۱۹۶۴ء کے ماہِ دسمبر میں منعقد ہونے والے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر دیکھا جس پر آپ کی تقریر سُننے

کا بھی مجھے اتفاق ہوا پھر دوبارہ ۱۹۶۵ء میں مولانا مرحوم کو قریب سے دیکھنے اور تقریر دلپذیر سننے کا ایک دفعہ پھر موقعہ میسر آیا۔ علاوہ اس کے جلسہ کے ایام میں خصوصاً درس سے مستفید ہونے کی توفیق ملی جس کا اثر آج تک میرے دل پر ہے۔ آپ کی نہایت شیریں، دلکش اور پُرسوز آواز میرے کانوں میں میٹھا میٹھا رس گھولتی۔ آپ کے یہ شیریں پُر از معرفت اور دلربا درس دلوں پر عجیب کیف و سرور کا اثر چھوڑتے۔ ان کو قدرت نے ایسا خداداد رُعب ودیعت فرما رکھا تھا اور وہ کچھ اس دلآویز انداز سے اپنے مضمون کو شروع فرماتے کہ سننے والوں پر وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی۔

آپ سلسلہ کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے میں کوشاں رہتے اور ہر کام کو بڑی دلچسپی اور بڑی تندہی سے سرانجام دیتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ رات دن سلسلہ کے کاموں میں مصروف رہتے تھے۔ دل میں ایک ہی لگن تھی کہ ہر انسان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لے آئے۔

تاریخ آپ کے سنہری کارناموں کو کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔ آپؓ بے شمار خوبیوں کے مالک تھے۔ آپ اعلیٰ اخلاق کے مالک، بڑے وضعدار، بڑے ہی پارسا، حد درجہ سخی، بے حد ہمدرد، بڑے دعاگو، نہایت سادہ مزاج، بارعب، عالم و فاضل، عشقِ رسولؐ میں فنا اور ہر ایک سے نہایت خندہ پیشانی سے ملتے تھے۔ آپ حق کا اظہار کرنے سے کبھی رُکتے نہ تھے اور بڑی سے بڑی طاقت سے مرعوب نہیں ہوتے تھے۔ یہی وجہ تھی آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے "خالد" کے لقب سے نوازا۔ غرضیکہ آپ احمدیت کے ایک نامور خادم تھے۔ خدا تعالیٰ آپ پر بے شمار رحمتوں کا نزول فرماتے۔ آمین

آپ نے اپنے شفیق استاد حضرت علامہ حافظ روشن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آخری پیغام کو جو بطور وصیت انہوں نے اپنی وفات سے قبل اپنے شاگردوں تک پہنچایا تھا کہ "**میرے شاگرد ہمیشہ تبلیغ کرتے رہیں**" عملی جامہ پہنایا۔ انہوں نے سمجھا کہ سلسلہ کا تمام تر کام میرا اپنا ہی کام ہے اور آخر دم تک اس اہم ذمہ داری کو نہایت خوش اسلوبی سے نباہتے چلے گئے۔

آپ کو خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بے حد محبت تھی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بے حد عشق تھا۔ گویا جاں نثار ساتھی تھے۔ وہی عشق، وہی والہانہ محبت و انس حضرت سیدنا خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سے تھا جو ایک ایک خادم کو اپنے محبوب آقا سے ہونا چاہیئے۔

افراد جماعت کے متعلق بھی بہت ہمدردی کا جذبہ اپنے سینہ میں رکھتے تھے۔ ایک دفعہ میری ہمشیرہ عزیزہ مبارکہ انجم نے آپ کی خدمتِ عالیہ میں ایک خط لکھا۔ آپ اُس وقت کوئٹہ میں قیام فرما تھے جس پر آپ نے تسلی بخش جواب سے نوازا۔ میں مناسب

خیال کرتی ہوں کہ اس خط کو یہاں نقل کر دوں :-

کوئٹہ ۹/۹/۶۴
"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

عزیزہ مکرمہ مبارکہ انجم سلمہا اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کا خط ملا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی والدہ صاحبہ کو اپنے فضل اور رحم سے صحیح راستہ کی طرف رہنمائی فرمائے اور وہ حق کی مخالفت کرنا چھوڑ دیں۔ آپ ان سے احترام اور عزت سے پیش آتی رہیں اور حسنِ سلوک کرتی رہیں اور ایسا نیک نمونہ دکھائیں کہ وہ آپ کے نمونہ کو دیکھ کر حق کو شناخت کر لیں۔ آپ نمازوں میں ان کے لئے اپنی زبان میں گریہ وزاری سے دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے۔ اور ان الفاظ میں ہو سکے تو کریں۔ اَللّٰھُمَّ اھْدِ اُمِّیْ اِلَی الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِیْم کہ اے میرے خدا تو میری والدہ کو صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت دے اور ان کی رہنمائی فرما۔ اللہ تعالیٰ ان کی ہدایت کا سامان کر دیگا۔ وہ پڑھی ہوئی ہوں دینی تعلیم یافتہ ہوں تو تعلیم وغیرہ انہیں پڑھنے کے لئے دیں۔ میں ۱۱ اگست سے کراچی جا رہا ہوں انشاء اللہ۔

والسلام خاکسار
جلال الدین شمسؔ"

اللہ تعالیٰ مرحوم ومغفور کے سب اہلِ خانہ کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین ثم آمین ✦

ذِکریٰ الاستاذِ الجلیل شمسؒ

(للاستاذ ظفر محمد ظفر المحترم)

جَلَالَ الدِّیْنِ! یَا بَدْرِیْ وَشَمْسِیْ
اَحَقًّا قَدْ اَفَلْتَ حَبِیْبَ نَفْسِیْ

بِنُوْرِكَ قَدْ اَنَرْتَ الْعَالَمِیْنَ
فَکَیْفَ سَکَنْتَ فِیْ ظُلُمَاتِ رَمْسٍ

عَلَی الْاَعْدَآءِ قُمْتَ مَقَامَ سَیْفٍ
وَلِلْاِسْلَامِ نُبْتَ مَنَابَ تُرْسٍ

وَلَوْ قَبِلَ الْحِمَامُ فِدَآءَ نَفْسٍ
لَقَامَتْ فِیْ فِدَائِكَ اَلْفُ نَفْسٍ

"یُذَکِّرُنِیْ طُلُوْعُ الشَّمْسِ شَمْسًا
وَاَذْکُرُہٗ لِکُلِّ غُرُوْبِ شَمْسٍ"

میرے شفیق باپ

(عزیز محترم خواجہ منیر الدین شمس متعلم جامعہ احمدیہ ابن حضرت مولانا شمس صاحبؓ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حدیث ہے کہ خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ وَاَنَا خَیْرُکُمْ لِاَھْلِیْ کہ تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو اپنے اہل کے لئے اچھا ہو اور میں تم میں سے اپنے اہل کے لئے سب سے بہتر ہوں یعنی اس کی گھریلو زندگی نہایت خوشگوار ہو اور اولاد کی تربیت کی طرف اسے دھیان ہو۔ میں یہاں سے ہی ابتداء کرتا ہوں۔ والد صاحبؓ گھر میں ہر ایک سے نہایت شفقت سے پیش آتے تھے اور محبت کا سلوک کرتے۔ جب کبھی ہم آپس میں کسی بات پر جھگڑتے تو نہایت آرام سے سمجھاتے اور بعض دفعہ خاموش رہتے لیکن ہمیں آپ کی خاموشی میں بھی یہ محسوس ہوتا کہ آپ کو سخت تکلیف اور رنج ہے اس لئے ہم حتی الوسع آئندہ جھگڑنے وغیرہ سے رُکے رہتے۔

آپ میں صبر کا مادہ خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت زیادہ تھا۔ کیونکہ آپ کو جب کبھی کوئی رنج ہوتا یا کوئی بات آپ کی مرضی کے خلاف ہوتی تو باوجود یکہ آپ کے چہرے سے غصہ ظاہر ہوتا لیکن آپ نہایت صبر و استقلال سے کام لیتے۔ جس طرح اب میرے بڑے بھائی ڈاکٹر صلاح الدین شمس اور فلاح الدین شمس کو امریکہ میں اپنے عظیم والد کی جدائی کا صدمہ برداشت کرنا پڑا بعینہٖ والد صاحبؓ کو بھی لندن میں حضرت دادا جانؓ کی جدائی کا زخم کھانا پڑا تھا اور آپ نے نہایت صبر اور استقلال دکھلایا تھا۔

والد صاحبؓ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جلیل القدر صحابی (جو کہ ۳۱۳ صحابہ میں سے ہیں یعنی حضرت میاں امام الدینؓ) کے فرزند جلیل تھے۔ اور والد صاحبؓ خود بھی صحابی تھے اور آپ خود ہی فرمایا کرتے تھے کہ "میں اُس وقت چھوٹا سا تھا جبکہ میں نے حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالا تھا۔"

جب ابا جانؓ پیدا ہوئے اور دادا جانؓ آپ کو حضرت مسیح موعودؑ کے پاس لیکر حاضر ہوئے تو ابا جان اُوپر کی طرف ہی دیکھتے رہتے تھے۔ تو اُس وقت حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا تھا کہ یہ ایک دن دین کی خدمت کرے گا۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ مسیح وقت کا فرمان اور پیشگوئی نہایت شان سے پوری ہوئی۔ عرب، جہاں تبلیغ کرنا نہایت مشکل امر ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کو ایک شخص نے کہا تھا کہ آپ کو عرب ممالک میں مبلغ بھجوانے کی ضرورت نہیں آپ دوسرے ممالک کی طرف ہی توجہ دیں کیونکہ عرب میں آپ تبلیغ نہ پھیلا سکیں گے۔ لیکن حضورؓ نے والد صاحبؓ کو بطور

مبلغ عرب میں بھجوایا اور والد صاحب نے وہاں ایک ایسی مخلص جماعت پیدا کردی کہ جن کو دیکھ کر رشک آتا ہے۔ محترم غلام باری صاحب سیف فرماتے ہیں کہ "میرے نزدیک عرب ممالک میں سب سے بہترین احمدیت کو سمجھنے والے منیر الحصنی صاحب ہیں" اور منیر الحصنی صاحب والد صاحبؓ کے ذریعہ ہی احمدیت کے باغ میں داخل ہوئے تھے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ اس وقت منیر الحصنی صاحب عرب ممالک میں احمدیت کے باغ کا ایک پھل نظر آتے ہیں —— اسی طرح عرب ممالک میں جو سب سے پہلی ہماری مسجد بنی اس کا سنگِ بنیاد بھی والد صاحب نے رکھا تھا۔ اور کبابیر میں احمدیت کا آغاز آپ کے ذریعہ سے ہی ہوا تھا۔ والد صاحب وادی السیاح کبابیر میں جب آئے تو ایک بزرگ عبادت کیا کرتے تھے تو والد صاحب اُن کے پاس چلے گئے اور تبلیغ کرنے لگے۔ اس طرح آہستہ آہستہ لوگ آنے شروع ہو گئے اور آپ کو تبلیغ کرنے کا موقع مل گیا اور اس طرح رفتہ رفتہ وہ سارا گاؤں احمدیت کے دامن سے وابستہ ہو گیا۔ اس گاؤں کا نام کبابیر ہے۔ یہیں جماعت احمدیہ کی عرب ممالک میں سب سے پہلی مسجد ہے۔ والد صاحب نے جتنی مشکلات عرب میں برداشت کیں اس کا اندازہ بھی نہیں کیا جا سکتا۔

والد صاحب پر شام میں قاتلانہ حملہ ہوا۔ اور دشمنِ رسولؐ و مسیحؑ نے آپ پر پہلے دو وار تاریکی میں کھڑے ہو کر اور اس وقت جبکہ آپ گھر کی سیڑھیوں پر قدم رکھنے ہی والے تھے خنجر کی دھار سے کئے خنجر چونکہ بہت زیادہ تیز تھا اسلئے والد صاحب کو زیادہ علم نہ ہو سکا۔ مگر پھر تیسرا وار دشمن نے نوک کی طرف سے کیا تو آپ بالکل نڈھال سے ہو کر گر پڑے خون کی دھاریں آپ کے جسم مبارک سے نکل نکل کر زمین میں جذب ہو رہی تھیں۔ دشمن آپ کو اپنی طرف سے مار کر چلا گیا۔ اُس وقت سوائے خدا تعالیٰ کے اور کون تھا جو آپ کو بچا لیتا؟ کچھ دیر بعد جب مکان والوں کو علم ہوا تو آپ کو ہسپتال لے جایا گیا اور حضورؓ کو اُسی وقت تار دیا گیا۔ تو حضورؓ نے جواب میں فرمایا کہ پوری توجہ سے علاج کروایا جائے خواہ جتنی بھی رقم لگ جائے۔ ڈاکٹر وغیرہ سب نا اُمید ہو چکے تھے اور وہ یہاں تک کہہ اُٹھے کہ اب تو کوئی معجزہ ہی ہو گا کہ یہ بچ جائیں ورنہ ظاہر میں تو بچنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ زخم بہت گہرے تھے۔ جب والد صاحبؓ کو کچھ ہوش آیا تو آپ نے منیر الحصنی صاحب سے کہا کہ "اگر میں فوت ہو جاؤں تو حضورؓ کو فوراً اطلاع دے دینا۔ وہ ضرور کسی دوسرے شخص کو میری جگہ بھجوا دیں گے اور اُس کو میرا سامان بھی دے دینا" ذرا غور کریں کہ آپؓ کو کتنی خوشی تھی کہ آپؓ خدا تعالیٰ کی راہ میں شہید ہو جائیں۔ اور دوسرے یہ کہ آپ کو کتنا یقین اور بھروسہ تھا کہ احمدیت عرب میں پھیل کر رہے گی اور حضورؓ کوئی نہ کوئی شخص ضرور بھجوائیں گے تاکہ احمدیت کی کرنوں سے جلد از جلد عرب کے گوشے جگمگا اُٹھیں۔ غرضیکہ آپ صحیح وقف کی جیتی جاگتی

تصویر تھے۔ خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے شفا عطا فرمائی اور دوسرے دن لوگ یہ کہتے ہوئے سنے گئے کہ یہ بچ کیسے گیا ہے؟ انہیں کیا معلوم تھا کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں مرنے کو زندگی سمجھتے ہیں اور جو گھروں سے سروں پر کفن باندھ کر آتے ہیں اُن پر کبھی بھی موت وارد نہیں کی جاسکتی۔ چنانچہ اِس واقعہ سے بھی بہت سے اصحاب احمدیت سے متاثر ہوئے اور بعض جماعت میں داخل ہوگئے۔ تو دشمن نے جو تدبیر کی تھی اس کا اللہ تعالیٰ نے اچھا اور بہتر نتیجہ پیدا کردیا۔ مکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین۔ ابا جان کی قربانیوں کا ہی نتیجہ ہے کہ مولانا غلام باری صاحب سیف فرماتے ہیں کہ میں نے عرب کی جماعت کو سب سے زیادہ محبت شمس صاحبؓ سے کرتے محسوس کیا ہے۔

میرے ابا جان گھر کے نظم ونسق میں بھی پوری طرح ہاتھ بٹاتے تھے لیکن جماعتی کام بڑی تندہی سے کرتے۔ مجھے یاد ہے کہ ابا جان جب دفتر سے واپس آتے تو بس ہاتھ میں قلم اور کاغذ ہوتے تھے اور لکھتے ہی رہتے تھے۔ نہ کھانے کا ہوش نہ پینے کی فکر۔ بس اپنے کام میں ہی مشغول رہتے۔ بعض دفعہ والدہ صاحبہ بھی کہتیں مگر ہنس کر ٹال دیتے اور فرماتے کہ پھر کام کس طرح ختم ہوگا؟

نمازوں میں آپ بہت باقاعدہ تھے۔ تہجد کی نماز بھی پڑھتے اور دعاؤں میں مشغول رہتے۔ خواہ سردی ہوتی یا گرمی لیکن جہاں تک میں نے دیکھا ہے آپ حتی الوسع مسجد میں تشریف لے جاتے اور باجماعت نماز ادا کرتے۔ ایک دفعہ عشاء کی نماز کے وقت جب کہ بارش ہو رہی تھی اور بادل گھٹا ٹوپ تھے اور گرج رہے تھے، بجلی کڑک رہی تھی آپ نماز کے لئے تشریف لے گئے حالانکہ آپ کو دل کی تکلیف ہوجایا کرتی تھی۔ اُس دن ملک بشیر احمد صاحب کی ساس کا جنازہ تھا۔ آپؓ نماز کے بعد میت کی تدفین کے لئے بھی تشریف لے گئے۔ اور جب تدفین کے بعد گھر آئے تو ہم حیران رہ گئے کہ آپ ننگے پاؤں واپس تشریف لا رہے ہیں۔ اور جوتا اور چھتری ایک لڑکا پکڑ کر لا رہا ہے۔ چنانچہ آتے ہی لیٹ گئے اور پتہ چلا کہ آپ کو دل کی تکلیف ہوگئی ہے۔ پھر آپ نے "کورومین" وغیرہ پی تو کہیں جا کر طبیعت سنبھلی۔ اور صبح دیکھا تو پھر فجر کی نماز میں تشریف لے جا رہے ہیں۔

والد صاحبؓ سیکھواں ضلع گورداسپور کے رہنے والے تھے جو قادیان سے چار پانچ میل کے فاصلہ پر ہے۔ جہاں تعلیم کی بہت کمی تھی۔ گو آپ کے والد صاحب یعنی میرے دادا جانؓ احمدی ہو چکے تھے مگر پھر بھی چونکہ تعلیم کی کمی تھی اسلئے والد صاحبؓ نے اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ خود ہی محنت کی اور اس عظیم مقام پر پہنچے کہ آپ کو "خالد" کے لقب سے نوازا گیا۔ اور جب ابا جان انگلستان سے واپس تشریف لائے تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس حدیث "سورج مغرب سے طلوع کریگا" کا مصداق آپ کو بھی قرار دیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذلک۔ سیکھواں کی گمنام بستی جس کو کوئی نہ جانتا

تھا، اس گمنام بستی سے ایک ستارہ نکلا جس نے اتنی ترقی کی اور خدا تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے عشق میں ایسا ڈوبا کہ خدا تعالیٰ نے اُسے "سورج" بنا دیا جس کی کرنوں نے مشرق و مغرب کو منوّر کیا۔

ڈاکٹروں کے مشورہ کے باوجود کہ آپ زیادہ کام نہ کریں ورنہ صحت خراب ہو جائے گی، اور بھائی جان جو کہ ڈاکٹر ہیں ان کے بار بار توجہ دلانے کے باوجود بھی آپ اسی طرح خدا تعالیٰ اور اس کے رسولؐ و مسیحؑ کے دین کی آبیاری میں مصروف رہے۔ اس طرح آپ نے دین کو دنیا پر مقدم رکھا۔

جب آپ کو انگلستان بھجوایا گیا تو اسوقت آپ کی نئی نئی شادی ہوئی تھی اور ایک بچہ ابھی بہت چھوٹا تھا اور ہماری بہن ابھی ہوئی تھی مگر پھر بھی آپ انگلستان تشریف لے گئے اور مسجد کے امام مقرر ہوئے اور بڑی تندہی سے کام کرتے رہے۔ باہر بم پڑتے، توپیں دندناتیں، گولیاں برستیں اور ہوائی حملے کے سائرن بجتے مگر آپ مسجد کے اندر خدا تعالیٰ پر توکل کئے ہوئے اپنے کام میں مشغول رہتے اور یہی پڑھتے کہ "ربّ کلّ شیءٍ خادمک ربّ فاحفظنی وانصرنی وارحمنی" آپؓ خود فرمایا کرتے تھے کہ "مسجد کے چاروں طرف بم پڑتے تھے مگر خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے مسجد محفوظ رہتی"۔ چونکہ ابا جان انگلستان میں تھے اور میری بڑی بہن نے ابا جان کو نہیں دیکھا تو وہ امّی جان کو کہا کرتی کہ "ایہے جئے ابا نال تسی دیاہ ای کیوں کیتا سی؟" چنانچہ حضور رضؓ نے بھی اپنی ایک تقریر میں فرمایا کہ ہمارے پاس ایسے بھی مبلغ ہیں کہ جن کی بچیاں یہاں تک کہتی ہیں کہ "تسی ایہے جئے ابا نال ویاہ ای کیوں کیتا سی جیہڑے کہ آندے ای نئیں نیں"۔ اسی طرح چونکہ میرے بڑے بھائی جان بھی جبکہ ابا جان انگلستان گئے چھوٹے ہی تھے اسلئے وہ امّی جان سے پوچھا کرتے کہ امّی! سچ بتائیں کہ ابا جان ہیں بھی کہ نہیں؟ روزانہ مجھے لڑکے چھیڑتے ہیں کہ تمہارے ابا تو ہیں ہی نہیں۔ تو امّی سمجھاتیں کہ پھر خط کہاں سے آتے ہیں؟ تو وہ خوش ہو جاتے۔ مگر صد افسوس کہ آج ایسا نہیں۔ آج ہم ...... یتیم ہو گئے ہیں مگر ہمیں خدا تعالیٰ پر پورا بھروسہ ہے کہ وہ ہمیں بے سہارا نہیں چھوڑیگا بلکہ اپنا سایہ ہمارے سروں پر رکھے گا۔ اے خدا! تُو ایسا ہی کر۔

والد صاحب مرحومؓ نے بڑی بڑی اور مشہور شخصیتوں تک بھی پیغام احمدیت پہنچایا جن میں شاہ فیصل بھی شامل ہیں۔ اور اس کام کو حضور رضؓ نے بہت پسند فرمایا تھا۔ آپؓ نے بہت سے معرکۃ الآراء مناظرے کئے۔ چھوٹی عمر میں ہی مناظرے شروع کر دیئے تھے۔ روشن فکری اور حاضر جوابی بہت تھی۔ حضرت حافظ مختار احمد صاحب شاہجہانپوری اکثر واقعات سنایا کرتے کہ "ایک جگہ عدالت میں ہم نے کتابوں سے حوالہ جات پڑھ کر سنانے تھے مگر شاید کسی کتاب کا نام درج نہ کیا تھا۔ تو جب پوچھا گیا تو اُس وقت شمس صاحبؓ بولے کہ ہم تو سمجھتے

تھے کہ یہ اسلامی ملک ہے اور یہاں مسلمان رہتے ہیں یہ کتاب مل جائے گی مگر ہمیں کیا معلوم تھا کہ یہ کتاب یہاں بھی نہ ہوگی اسلئے ہمیں مہلت دیجئے کہ ہم کتاب منگوا کر داخل کروا دیں۔ چنانچہ اس طرح موقعہ مل گیا۔"

مَیں جب چھوٹا ہوا کرتا تھا تو مجھے یاد ہے کہ ہم ریلوے سٹیشن کے قریب رہا کرتے تھے۔ اس زمانہ میں مَیں بہت زیادہ نمازیں پڑھا کرتا تھا اور پانچوں وقت اذان مسجد میں مَیں دیا کرتا تھا۔ حالانکہ مَیں چھ سات سال کا بچہ تھا۔ اور ابھی نماز کا وقت بھی نہ ہوتا کہ مَیں اذان دے دیا کرتا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مَیں نے اذان دی۔ نماز شروع ہوگئی۔ کسی نے کہا کہ پھر اذان دیدو۔ مَیں بچہ تو تھا ہی مَیں نے پھر اذان دینی شروع کردی تو پھر مربی صاحب نے مجھے کہا کہ اب تو بس کرو' اب نماز شروع ہوگئی ہے۔ اُس زمانہ میں اباجان مسجد مبارک میں نماز پڑھنے آیا کرتے تھے۔ مَیں نے تو صرف مسجد مبارک کا نام ہی سُنا ہُوا تھا۔ اُس وقت خلیفۃ المسیح الثانی نے تحریک کی کہ وہ مبلغین جن کے تین یا چار بچے ہوں انہیں چاہیئے کہ وہ ایک کو دین کی راہ میں وقف کر دیں تو میرے شوق اور جذبہ کو دیکھ کر ابا جان نے مجھے وقف کر دیا۔ پھر جب مَیں ساتویں یا آٹھویں کلاس میں تھا تو مجھے وقف کا صحیح مفہوم معلوم ہُوا۔ ہم اُس وقت کوئٹہ میں تھے جبکہ مَیں نے پہلی دفعہ وقف فارم پر خود دستخط کر دیئے۔ چنانچہ جب میٹرک میں مَیں نے فرسٹ ڈویژن حاصل کی تو مجھے چند احباب سے یہ سُن کر بہت تعجب ہوا اور افسوس بھی کہ اُن کے خیال میں اب مَیں جامعہ میں داخل نہیں ہوں گا۔ گویا کہ اُن کے نزدیک جامعہ میں وہی لڑکے آتے ہیں جن کو کوئی نوکری نہ ملتی ہو۔ اسلئے میری احبابِ جماعت سے درخواست ہے کہ اچھے اور ذہین لڑکوں کو جامعہ میں زیادہ سے زیادہ بھجوائیں۔ تاکہ سلسلہ کی خدمت کر سکیں اور جلد از جلد سیکھ کر مربی کا کام سرانجام دیں۔

آخری ایام میں جب کبھی کوئی دل کے مرض کی وجہ سے فوت ہوتا تو والد صاحب مرحوم یہی کہا کرتے کہ اسی طرح مَیں نے بھی کسی روز چلے جانا ہے اور پتہ بھی نہیں چلے گا۔ اسی طرح امی جان کو ایک دفعہ کہہ رہے تھے کہ "اب مَیں نے چلے جانا ہے مگر صرف گگو (ہمارا سب سے چھوٹا بھائی ریاض) کا فکر ہے۔ کیونکہ وہ ابھی بہت چھوٹا ہے' ذرا بڑا ہو جائے تو پھر ٹھیک ہے۔"

۱۲ر اور ۱۳ر اکتوبر ۱۹۶۶ء کی درمیانی رات مَیں نے ایک خواب دیکھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ اباجان تقریر فرما رہے ہیں اور سامنے کوئٹہ کی جماعت بیٹھی ہوئی ہے۔ مَیں نے شیخ محمد حنیف صاحب امیر جماعت کوئٹہ کو بھی دیکھا۔ سب نیچے بیٹھے ہوئے تھے۔ چنانچہ والد صاحبؓ نے تقریر کے شروع میں یہ کہا کہ "یہ میری کوئٹہ کی جماعت میں آخری تقریر ہے" اور پھر آپ نے ایک لمبی چوڑی تقریر کی جس کے سارے الفاظ مَیں نے اچھی طرح سُنے اور مجھے تمام الفاظ بھی یاد تھے۔ چنانچہ جب آپ نے یہ

الفاظ کہے کہ یہ میری آخری تقریر ہے اُس وقت خواب ہی میں مجھے سخت بے چینی ہوتی ہے اور مَیں بہت گھبراتا ہوں۔ اور جب مَیں خواب سے بیدار ہوا تو اُس وقت میری حالت رونے کی سی تھی اور سخت گھبرایا ہوا تھا جیسے آج ضرور کوئی غیر معمولی بات ہونے والی ہے۔ اور مَیں نے دل میں ارادہ کیا کہ مَیں روزانہ اباجان کو دبایا کروں گا چنانچہ صبح مَیں نے محسوس کیا کہ اباجان مجھے بہت غور سے دیکھ رہے ہیں گویا کچھ کہنا چاہتے ہیں لیکن پھر مَیں جلدی سے جامعہ چلا گیا۔

ادھر تقریباً دس بجے اباجان نے دفتر سے باہر کسی کو کہا کہ "لائف" کہاں ہے ؟ تو اُس نے کہا کہ مَیں نے نہیں دیکھا۔ تو بار بار آپ نے مُڑ مُڑ کر پوچھا۔ اُس شخص کا بیان ہے کہ مَیں بہت گھبرا گیا تھا کہ آج کیا بات ہے ؟ پہلے تو کبھی ایسا نہ کرتے تھے۔ خیر آپؓ نے پھر پوچھا کہ لائف کہاں ہے؟ تو اُس نے کہا کہ مَیں ابھی لا دیتا ہوں۔ تو آپ نے فرمایا کہ "اچھا مَیں نے سرگودھا جانا ہے اُس کی مجھے بہت ضرورت تھی اسلئے چلو ہمارے گھر میں ہی پہنچا دینا۔"

اسی طرح تیرہ اکتوبر کی صبح کو فرما رہے تھے کہ "مجھ پر انڈیکس تیار کرنے کا بہت بوجھ تھا، شکر ہے کہ آج ختم ہو گیا ہے۔"

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ اس چھوٹے سے مضمون میں ساری باتیں تو ہرگز نہیں آسکتی ہیں بہرحال ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں کچھ لکھ دیا ہے۔ آخر میں درخواست ہے کہ جہاں آپ سب حضرت والد صاحبؓ کی بلندئ درجات کے لئے دعا فرمایا کریں وہاں میرے لئے بھی دُعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ مجھے والد صاحبؓ کے نقشِ قدم پر چلنے کی اور آپؓ کی توقعات اور خواہشات کو پورا کرنیوالا بنائے۔ اور ہم سب کو اپنے فضل اور رحم سے نوازتا رہے آمین۔ وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ ربّ العالمین ●

نوجوانوں کو دردمندانہ نصیحت

(سیدی حضرت میرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کے قلم سے)

"مَیں جماعت کے نوجوانوں کو بڑے دردِ دل کے ساتھ نصیحت کرتا ہوں کہ وہ مرنے والوں کی جگہ لینے کے لئے تیاری کریں اور وہ اپنے دل میں ایسا عشق اور خدمتِ دین کا ایسا ولولہ پیدا کریں کہ نہ صرف جماعت میں کوئی خلا نہ پیدا ہو بلکہ ہمارے آقا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کے طفیل جماعت کی آخرت اس کی اولیٰ سے بھی بہتر ہو۔ یقیناً اگر ہمارے نوجوان ہمت کریں تو خدا تعالیٰ کے فضل سے اس مقصد کا حصول ہرگز بعید نہیں۔"

(الفضل)

باپ کا خط بیٹے کے نام

(مرسلہ: مکرم مولوی عبد الباری صاحب قیوم شاہد۔ منقول از الفضل قادیان ۲۹ر اکتوبر ۱۹۲۵ء)

"مولوی جلال الدین صاحب مولوی فاضل کو جو بہت چھوٹی عمر کے نوجوان مجاہد ہیں ان کے والد صاحب نے شام میں جو خط لکھا وہ یہ بتانے کے لئے درج ذیل کیا جاتا ہے کہ ہماری جماعت کے احباب خدا کی راہ میں اپنی اولاد کی جدائی کو بھی کس مسرت اور خوشی سے برداشت کرتے ہیں اور اسے خدا تعالیٰ کا کتنا بڑا فضل سمجھتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ہم سب کو یہ توفیق دے کہ ہم اپنے بچوں کو خدا کے دین کی خدمت میں لگا سکیں اور اس میں اس مسرت سے بھی لذت اندوز ہو سکیں۔ (ایڈیٹر الفضل)

" عزیزم مولوی جلال الدین فاضل سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ دو خطوط آنعزیز کے پہنچ گئے۔ نہایت خوشی حاصل ہوئی۔ تمام حالات سے آگاہی ہوئی۔ گو جدائی کے صدمات ہوتے ہیں مگر خدا تعالیٰ نے جو آنعزیز کو مرتبہ عطا کیا ہے ہر ایک کو نہیں ملتا۔ تبلیغ کا کام سنّتِ نبوی ہے۔ سو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے آنعزیز کو پسند فرما کر بھیجا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کام میں برکت عطا فرمائے اور ہر ایک طرح دین کی نصرت عطا فرمائے۔ جو حالات لوگوں کے تحریر کئے ہیں یہ حالات ہمیشہ ہی رسولوں کے وقت ہوتے رہے ہیں اور لوگ یہی کہتے ہیں مگر کیا لوگ اپنی باتوں میں کامیاب ہوئے یا رسولوں کو کامیابی ہوئی۔ الٰہی وعدہ ہے کہ وہ آخرکار اپنے رسولوں کی مدد کرتا ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ کا ہر دل پر قبضہ ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے اور یہ یقین اور ایمان ہے کہ خدا تعالیٰ نے جو وعدے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئے ہیں پورے ہونگے اور ضرور ہونگے۔ یہ کام تو خدا تعالیٰ اپنے فضل سے کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے ؎

بمفت ایں اجر نصرت را دہندت اے اخی ورنہ قضائے آسمان است ایں بہر حالت شود پیدا

بکوشید اے جواناں تا بدیں قوت شود پیدا بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا

سو اب کوشش کرو کہ اللہ تعالیٰ دین میں قوت عطا فرمائے۔ اب خدا تعالیٰ نے آنعزیز کے سپرد یہ کام کیا ہے۔ نہایت مضبوطی دل سے یہ کام کرنا۔ گھبرانا نہیں۔ آنکھوں کے سامنے وہ نظارے رکھنے چاہئیں۔ کیا حضرت ابراہیمؑ کا دل چاہتا تھا کہ میں ہاجرہ اور اپنے بچے اسماعیلؑ کو جنگل میں چھوڑ آؤں۔ مگر وہ کام خدا کے حکم کے ماتحت کرتے تھے۔ پھر انہیں اس تابعداری کے کیا مراتب ملے۔ آج دنیا اُن کی سنّت پر چلتی ہے۔ علیٰ ہٰذا القیاس۔ بہت سی نظیریں قرآن شریف سے مل سکتی ہیں۔ دعا بہت چاہیئے۔ یہ دن خدا کے ملنے کے دن ہیں۔ اور ہم دُعا کرتے ہیں خدا تعالیٰ کامیابی عطا کرے۔

امام الدین از سیکھواں بقلم خود +"

قبولیتِ دُعا کی ایک مثال

شروع ۱۹۶۵ء میں بندہ زندگی اور موت کی کشمکش میں گرفتار تھا۔ باربار خدا تعالیٰ کے حضور نہایت ہی بیقراری سے درد بھری دعائیں کی گئیں کہ یہ موت کا پیالہ ٹل جائے مگر بار بار یہی معلوم ہوا کہ "یہ تقدیر اٹل ہے اور ماہ اپریل میں جسم و جان کا رشتہ منقطع ہو جائے گا"۔ یہی بے چینی اور پریشانی مجلس مشاورت میں لے گئی کہ شاید در دمنت کش دوا ہو سکے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ایک دن صبح جب حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمسؓ نماز فجر پڑھا کر مسجد مبارک سے باہر نکلنے لگے بندہ نے ایک چٹ پر اشارۃً اپنی روداد غم لکھ کر پیش کر دی۔ آپؓ پلٹے اور نمازیوں سے فرمایا کہ یہ صاحب ایک مصیبت زدہ ہیں ان کے لئے دعا کریں۔ جونہی دعا شروع ہوئی میرے دل پر سکینت نازل ہونے لگی اور چند لمحوں تک دل ایسا مطمئن تھا کہ گویا کبھی کوئی پریشانی تھی ہی نہیں مگر دُعا ابھی جاری تھی جس نے اتنا طول پکڑا کہ یہ عاجز تھک گیا اور اب اپنے لئے دُعا کرنے کی بجائے آنمحترمؓ کے حق میں قربان ہو ہو کر از خود دل سے دعائیں نکلنے لگیں۔ آخر دعا ختم ہوئی اور مجھے قبولیت دعا کی خوشخبری اور مبارک دی گئی۔ الحمد للہ ثم۔ غرض تجربہ کی آنکھوں سے دیکھا کہ واقعی ؎

نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

اگرچہ دم بھر میں قبولیتِ دعا اپنی جگہ ایک حیرت انگیز کرشمہ ہے مگر محیّر العقول یہ امر ہے کہ مادی محرکات کا شائبہ تک نہ ہو پھر بھی دل اس قدر تڑپ اٹھے کہ پگھل کر آستانۂ بے نیاز پر بہہ نکلے حتّٰی کہ پروانۂ قبولیت لیکر ہی لوٹے۔ صاحبِ تجربہ احباب بلکہ ہر احمدی خوب جانتا ہے کہ مرنا اور دُعا کرنا برابر ہے اور غیر ہو کر غیر پر مرنا محال بلکہ ناممکن امر ہے۔ چنانچہ دعا کرنے اور کرانے کے لئے کچھ تعلق پیدا کرنے کی ضرورت مسلّم ہے لیکن میرا آنمحترمؓ کے ساتھ کوئی ذرّہ بھر بھی تعلق اور واسطہ نہ تھا۔ غالباً بیشتر ازیں وہؓ میرے نام اور شکل و صورت تک سے ناواقف تھے مگر بایں ہمہ اُن کا دل اس قدر کیوں بے چین ہو گیا کہ ایک اجنبی کی تشویش کو دُور کرنے کے لئے مرنا قبول کیا۔ میرے لئے یہ ایک عجیب ترین اور عظیم ترین واقعہ ہے۔ جب بھی غور کرتا ہوں حیران و ششدر رہ جاتا ہوں کہ ؎ یہ عاشق کونسی دنیا کے یارب رہنے والے ہیں!

لہٰذا جذبۂ سپاس گزاری سے بھرپور دل دست بدعا ہے کہ ؎

اے خدا بر تربتِ او بارشِ رحمت ببار ✽ داخلش کن از کمالِ فضل در بیت النعیم

نیز اس کے اعزہ و اقارب اور دلی محبوں کو مع وابستگان پشت در پشت اپنی رحمت اور شفقت کے دائمی سایہ میں رکھ اور انہیں مرحوم و مغفورؓ کی خوبیوں سے وافر حصہ دے۔ آمین یا رب العالمین۔

خاکسار سراج الدین از مرادوال ہریا حال کھاریاں ضلع گجرات

جذبۂ غیرتِ دینی کا ایک واقعہ

(جناب کیپٹن شیخ نواب الدین صاحب۔ ربوہ)

میرٹھ (یوپی۔ ہندوستان) میں نوچندی کا میلہ بہت مشہور ہے۔ یہ سردیوں میں ہر سال بڑی دھوم دھام سے ہوتا تھا اور ایک ہفتہ رہا کرتا تھا۔ میلوں لمبے بازار لگتے تھے جہاں اشیائے خورد و نوش کے علاوہ بھی ہر قسم کی ضروریات ملتی تھیں۔ لاکھوں نفوس کا مجمع ہوتا تھا۔ ملک کے بڑے بڑے رؤسا، راجے، نواب اپنے لئے علیحدہ علیحدہ زمین ریزرو کروا کر اپنی اور مہمانوں کی رہائش وغیرہ کے لئے وسیع کیمپ لگواتے تھے۔ ہزاروں دکاندار ملک کے بڑے بڑے شہروں سے آن کر دکانیں لگاتے تھے۔ ہزاروں تانگے اور ٹمٹمیں دوسرے اضلاع سے محض اس میلہ کے دوران آمدنی پیدا کرنے کے لئے آن کر شہر کی کمیٹی کو پورے سال کا ٹیکس ادا کرتے تھے لیکن ہجوم کا یہ عالم ہوتا تھا کہ اوّل تو سواری کا ملنا ہی مشکل ہوتا تھا اور ملتی بھی تھی تو حال یہ ہوتا تھا کہ ایک ایک یکہ میں دس دس سواریاں ٹھونسی جاتی تھیں۔

میں ۱۹۲۴ء میں ملازمت کے سلسلہ میں وہاں متعین تھا۔ میرا نوجوانی کا زمانہ تھا اور طبیعت ایسے میلوں سے متنفر تھی۔ میرا قیام محترم شیخ محمد حسین صاحب (ریٹائرڈ ڈپٹی انسپکٹر مدارس اسلامیہ) کے ہاں تھا۔ ان کے بچوں کو نوچندی دیکھنے کا شوق تھا۔ ڈپٹی صاحب کے ارشاد پر کہ وہاں سے چند ضروریات خرید و لینگے اور بچوں کا شوق بھی پورا ہو جائے گا۔ میں اُن کے ساتھ چلا گیا۔

ضروریات تو ہم نے جلدی خرید لیں۔ بازاروں میں سخت بھیڑ تھی اس لئے واپسی پر اس سے بچنے کے لئے ہم رؤسا کی قیام گاہوں کی طرف چلے گئے۔ جہاں ہمیں ایک احمدی دوست ملا جس کے ساتھ ایک منحنی سا نوجوان تھا جس کی عمر شکل سے اٹھارہ سال کے قریب معلوم ہوتی تھی۔ ہمارا قافلہ تھوڑی دُور ہی چلا تھا کہ ایک خیمہ کے آگے وسیع شامیانے کے نیچے جلسہ ہوتا دکھائی دیا۔ تقریر ہو رہی تھی اور سینکڑوں کی تعداد میں سامعین کرسیوں پر بیٹھے تھے۔ قریب جا کر معلوم ہوا کہ آریہ سماج کا جلسہ ہو رہا ہے ہم بھی بیٹھ گئے۔ تقریر کا سارا زور اسلام کے خلاف اعتراضات پر تھا۔ چند منٹ کے بعد تقریر ختم ہوئی تو اُس نوجوان نے اُٹھ کر صدرِ جلسہ سے درخواست کی کہ چونکہ اسلام پر اعتراضات کئے گئے ہیں اس لئے ان کے جوابات کا موقعہ دیا جائے۔ سامعین میں مسلمانوں کی خاصی تعداد تھی جو نوجوان کی جرأت پر حیران ہو کر اُس کی طرف متوجہ ہو گئے۔ صدرِ جلسہ نے یہ عذر کر کے کہ یہ اُن کا اپنا پرائیویٹ

جلسہ ہے۔

نوجوان نے وہیں اعلان کر دیا کہ ہم کھلے میدان میں ان اعتراضات کا جواب دیں گے۔ مسلمانو! چلے آؤ۔ اُسی وقت جلسہ سے سب مسلمان اُٹھ کھڑے ہوئے اور سامنے کے کھلے میدان میں جمع ہونے شروع ہو گئے۔ چند نوجوان نزدیک کے کسی نواب صاحب کے ڈیرہ سے کرسیاں اور میز لینے دوڑے گئے لیکن اُن کو جواب ملا کہ یہ سامان ہمارے نجی مہمانوں اور دوستوں کی ملاقاتوں کے لئے رکھا ہوا ہے مذہبی اکھاڑوں کے لئے نہیں۔ اتنے میں ایک شخص کہیں سے لکڑی کا ایک سٹول اُٹھا لایا۔ نوجوان نے اس سٹول پر کھڑے ہو کر تقریر شروع کر دی۔ چند منٹ میں ہم نے دیکھا کہ وہ منتشر مجمع ایک منظم جلسہ کی صورت اختیار کر گیا۔ اُسی آن نواب صاحب کے ڈیرے سے میز کرسیاں بھی پہنچ گئیں اور سٹیج لگ گیا۔ لوگ گھاس پر ہی بیٹھ گئے۔ قریباً ڈیڑھ گھنٹہ تقریر ہوئی جس سے مسلمان تو خوش تھے ہی ہندوؤں کو بھی سوال جواب یا اعتراض کی جرأت نہ ہوئی۔

یہ نوجوان مولانا جلال الدین صاحب شمس رضی اللہ عنہ تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے بعد میں قابلِ رشک خدماتِ دین کے مواقع سے نوازا۔ جس کے نتیجہ میں سیدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جن تین نامور ہستیوں نے "خالد" کا خطاب پایا، مولانا جلال الدین صاحب شمس رضی اللہ عنہ ان میں سے ایک تھے ؎

آنانکہ ہست کوچۂ جاناں مقامِ شاں
ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ شاں

بہائی شریعت مع ترجمہ
اور
اس پر مختصر تبصرہ

جناب ایڈیٹر صاحب الفضل لکھتے ہیں :-

" اس عنوان سے محترم جناب مولانا ابو العطاء صاحب فاضل کی تالیف کا پانچواں ایڈیشن نئے انداز میں شائع ہوا ہے۔ بہائی تحریک کا آغاز اور بہائیوں کی طرف سے قرآن پاک کی شریعت کے نسخ کی سازشوں پر بہائی تاریخوں سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ بہائی اپنی شریعت کو خود شائع نہیں کرتے اسے مع ترجمہ شائع کر دیا گیا ہے جہاں بہائی لوگ ہوں وہاں اس کی اشاعت بہت مفید ثابت ہوگی۔ یوں معلومات کے لحاظ سے بھی ہر علم دوست آدمی کے لئے اس کتاب کا مطالعہ بہت فائدہ بخش ہے قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے"

ملنے کا پتہ

مکتبہ الفرقان ربوہ

(الفضل ۲ر جنوری ۱۹۶۸ء)

نقد و تبصرہ

"نغمۂ اکملؓ"

"نغمۂ اکمل" حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ابتدائی مخلص صحابی، سلسلہ احمدیہ کے پُرانے صحافی اور غیور شاعر حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکملؓ کے منظوم کلام کا مکمل مجموعہ ہے جسے ان کے صاحبزادہ جناب جمشید ہاشمی بی۔ اے نے شائع فرمایا ہے۔

حضرت قاضی صاحب زندگی بھر تحریر کے ذریعہ خدمتِ سلسلہ بجا لاتے رہے اور ہر موقعہ پر مناسب منظوم کلام کے پیش کرنے کی بھی ان کو توفیق ملتی رہی۔ اُن کے کلام کا یہ مجموعہ انشاء اللہ بہت مفید اور نافع ثابت ہوگا۔

حضرت قاضی صاحبؓ میں ایک خاص وصف یہ بھی تھی کہ وہ ہر مبتدی مضمون نگار یا نظم نویس کی حوصلہ افزائی فرماتے تھے۔ اُن کی دلی خواہش ہوتی تھی کہ جماعت کے ہونہاروں کو سلسلہ کے لئے مفید وجود بن سکیں۔ حضرت مولانا شمس صاحبؓ اور مجھے اور دوسرے بہت سے نوجوانوں کو بسا اوقات یہ موقعہ ملتا تھا کہ اُن کے دفتر میں جا کر مخالفین کے اخبارات پڑھتے اور اُن کے جواب لکھتے۔ جنہیں حضرت قاضی صاحبؓ مختلف اخبارات و رسائل میں شائع فرماتے۔ اُن کی یہ نیکی اور احسان میں کبھی بھلا نہیں سکتا۔ اُن کے لئے ہمیشہ دُعا گو ہوں۔ اللہ تعالیٰ جنت الفردوس میں ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین۔

نغمۂ اکملؓ درحقیقت سلسلہ کے مختلف دوروں کی شعری "تاریخ" ہے۔ کتاب نہایت خوبصورت کتابت کے ساتھ اور عمدہ سفید کاغذ پر اچھے سرورق سمیت شائع ہوئی ہے۔ جناب جمشید صاحب کا تعارف بھی خوب ہے۔ بڑے سائز کے ۲۸۰ صفحات ہیں قیمت سات روپے علاوہ محصولڈاک۔

ملنے کا پتہ:

مکتبہ یادگار اکملؓ۔ ربوہ

"خالدِ احمدیت"

حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمسؓ کے حالاتِ زندگی پر مشتمل ایک کتاب بعنوان "خالدِ احمدیت" زیرِ طبع ہے۔ یہ کتاب مولانا مرحوم کے

صاحبزادگان کی طرف سے شائع ہو رہی ہے۔ زیر نظر مجموعہ مولانا کے حالات ۱۹۰۱ء تا ۱۹۳۱ء پر حاوی ہے جو پہلی جلد کے طور پر شائع کی جا رہی ہے فہرست دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ واقعات کو پورے طور پر جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ مولانا مرحوم سلسلہ کے ایک خاص مجاہد تھے ایسے لوگوں کے حالات قوموں کی تربیت میں بہت کارگر ثابت ہوتے ہیں۔ نئی پود کو علم و عمل میں بڑھانے والے ہوتے ہیں۔ اس لحاظ سے یہ کتاب بہت مفید ثابت ہوگی انشاء اللہ۔ کتاب کی ترتیب و تدوین پر رائے کتاب پڑھنے کے بعد قائم ہوگی وصولی طور پر اس کی افادیت مسلّم ہے ہم سفارش کرتے ہیں کہ احباب جماعت اس کتاب کو خرید کر پڑھیں۔

ملنے کا پتہ

ڈاکٹر صلاح الدین شمس و برادران دارالصدر شرقی ربوہ

"سفرِ یورپ نمبر"

ماہنامہ "تحریک جدید" ربوہ کا خاص نمبر ہے جس میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ کے بابرکت سفرِ یورپ کی تفصیلات درج ہیں تبلیغی کوائف اور پریس کانفرنسوں کے واقعات کا نہایت دلکش مجموعہ ہے، تصاویر نے نمبر کو چار چاند لگا دیے ہیں۔ مدیر مجلہ محترم نسیم سیفی صاحب کا حسنِ انتخاب قابلِ داد ہے۔

یادِ محمودؓ

لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کی طرف سے سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد اُن تمام اشعار کا مجموعہ "یادِ محمودؓ" کے عنوان سے شائع کیا گیا ہے جو جماعت کے شعراء نے حضور رضی اللہ عنہ کی یاد میں کہے بعض غیر از جماعت شاعروں کے تاثرات بھی شامل ہیں۔

پیش لفظ میں محترمہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ سیدہ حضرت مریم صدیقہ نے تحریر فرمایا ہے:-

"ہزاروں رحمتیں اور سلام ہوں محمود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح پر کہ جس کا صرف نام ہی محمود نہ تھا بلکہ اس کی زندگی کا ہر دن محمود تھا اور جس کی یاد بھی ہمارے لئے محمود ہے جو ہمارے دلوں کو تو سوگوار بنا گیا لیکن ایک مٹھی بھر جماعت کو اپنی قیادت میں ترقی دیتا ہوا ایک ایسے محفوظ اور پُر امن مقام تک پہنچا گیا جس کے سایہ تلے قومیں بسیرا کریں گی اور ہمیشہ اپنی دعاؤں میں اس فدائی ملت کو بھی یاد رکھیں گی۔"

خوبصورت طباعت کے ساتھ سفید کاغذ پر ۲۷۰ صفحات کا مجموعہ ہے۔ ملنے کا پتہ:- دفتر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ +

"اسلامی دعائیں"۔ چھیانوے صفحے کے اس خوبصورت رسالہ میں مولانا محمد اجمل صاحب شاہد ایم۔ اے نے قرآن مجید، احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کا روزمرہ کام آنیوالا مجموعہ شائع کیا ہے۔ عربی دعاؤں کا ترجمہ بھی دیا گیا ہے۔ یہ کتابچہ بہت مفید ہے۔

ملنے کا پتہ فاروق جنرل سٹور ربوہ + (ا-ب)

(طابع و ناشر:- ابو العطاء جالندھری ۔ مطبع:- ضیاء الاسلام پریس ربوہ ۔ مقامِ اشاعت:- دفتر ماہنامہ الفرقان ربوہ)

ہماری مفید کتابیں!

(۱) مباحثۂ مصر

یہ مباحثہ عیسائیت کے بنیادی [illegible] مشہور [illegible]
پادریوں اور احمدی [illegible]
تھا۔ عربی، انگریزی اور اردو میں شائع ہو چکا ہے۔
بہت دلچسپ ہے۔ قیمت اردو ۶۲ پیسے ——
انگریزی ایک روپیہ پچیس پیسے۔

(۲) تحریری مناظرہ

ہندوستانی پادری عبدالحق صاحب اور احمدی مبلغ
مولانا ابوالعطاء صاحب کے درمیان الوہیت مسیح
پر تحریری مناظرہ ہوا ہے۔ پادری صاحب دو پرچوں کے
بعد بالکل لاجواب ہو گئے۔ پڑھنے کے قابل ہے۔
قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے۔

(۳) تفہیماتِ ربانیہ

دیوبندی اور دیگر علماء کے مجموعۂ اعتراضات کا نہایت
مدلل اور مسکت جواب ہے جسے حضرت امام جماعت
احمدیہ سیدنا المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے "اعلیٰ لٹریچر"
قرار دیا تھا اور جس کی افادیت پر تمام علماء سلسلہ
کا اتفاق ہے۔ بڑے سائز کے سوا آٹھ سو صفحات
ہیں۔ قیمت سفید کاغذ گیارہ روپے۔
اخباری کاغذ آٹھ روپے۔

(۴) نبراس المؤمنین

رسول کریم [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کی منتخب احادیث
[illegible] ہمارے
نصاب تعلیم میں شامل ہے قیمت صرف ۳۱ پیسے۔

(۵) القول المبین

جناب مودودی صاحب کے رسالہ "ختم نبوت" کا ایسا
ٹھوس اور واضح جواب ہے کہ مودودی صاحب تردید
نہ کر سکے اور لوگوں کے مطالبہ کے باوجود خاموش
رہ گئے۔ صفحات ۲۵۰ مجلد قیمت دو روپے۔

(۶) اسلام پر ایک نظر

ایک مشہور مستشرقہ کی کتاب کا ترجمہ ہے جس میں
موصوفہ نے اسلامی مسائل کی وضاحت کرتے ہوئے
ان کی معقولیت کا برملا اعتراف کیا ہے۔ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر نہایت مؤثر انداز میں
لکھا ہے۔ قیمت ۶۲ پیسے۔

(۷) الفرقان کا حضرت میر محمد اسحاق نمبر

ہمارے ایک بہترین استاد کے نہایت دلچسپ حالات زندگی پر
مشتمل مضامین کا مجموعہ قیمت ڈیڑھ روپیہ۔

ملنے کا پتہ:- **مینجر الفرقان ربوہ**

جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ ادا کرنے کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں میں انشاء اللہ یہ رقم تادم مرگ صدر انجمن احمدیہ پاکستان کو ادا کرتا رہونگا نیز میرے مرنے پر جس قدر میرا ترکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ ہوگی۔ اور اگر میں آئندہ کوئی جائداد پیدا کروں تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ہوگی جس کی اطلاع مجلس کار پرداز بہشتی مقبرہ کو دیتا رہوں میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے شرط اول -/۵ روپے العبد عبد اللطیف اسسٹنٹ منیجر کمال انڈسٹریز c/o 58 سٹیلائٹ ٹاؤن سرگودھا۔ گواہ شد رحمت علی مسلم لیکچرار گورنمنٹ کالج سرگودھا گواہ شد محمد دین انور لیکچرار گورنمنٹ 8 4 سرگودھا۔

مسل نمبر ۱۸۹۱۸ (۲۰-۳-۶۷) محمد عبد اللہ ولد چوہدری رحمت اللہ صاحب قوم دندھاوا پیشہ زمینداره عمر ۶۲ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن چک ۲۸ جنوبی ڈاکخانہ خاص ضلع سرگودھا مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۰/۳/۶۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میرا گذارہ صرف جائداد کی آمد پر ہے اور میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ جو میری ملکیت ہے میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اس کے بعد کوئی جائداد پیدا کروں یا آمد کا کوئی ذریعہ پیدا ہو جائے تو اس کی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے تفصیل جائداد۔ کل اراضی دو مربعے یعنی پچاس ایکڑ ہے اس میں سے آٹھ ایکڑ اراضی سات ہزار روپے میں زمین دی ہوئی ہے۔ یہ اراضی چک ۴۸ جنوبی ضلع سرگودھا ۵۰۰۶ خاص میں واقع ہے اس کی اندازاً قیمت ایک لاکھ روپیہ ہے۔ نوٹ ایک بیگھ زمین وقف جدید میں وقف کی گئی ہے شرط اول -/۱۵ العبد محمد عبد اللہ بقلم خود گواہ شد فضل احمد ناظر تعلیم۔ ربوہ ۶۷-۳-۲۰ گواہ شد

مسل نمبر ۱۸۹۱۹ (۲۰-۳-۶۷) محمد احمد ولد ڈاکٹر نور احمد مرحوم قوم جٹ پیشہ ملازمت عمر ۴۹ سال تاریخ بیعت پیدائشی چک ۱۲۶ رکھ برانچ کھیوا ڈاکخانہ عنایت پور جیوہ ضلع لائل پور مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳/۱۰/۶۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اس وقت کوئی نہیں ہے۔ میرا گذارہ اس وقت آمد پر ہے جو مبلغ -/۲۹۵ روپے ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر جس قدر جائداد ثابت ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جاوے شرط اول -/۲ العبد محمد احمد بقلم خود مکان ۳۸/۶ بلاک اے سرگودھا گواہ شد سعید احمد پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ ... گواہ شد طفیل محمد c/o ۱۹ (A) GE سکریٹری وصایا سرگودھا۔

مسل نمبر ۱۸۹۲۳ (۱۴-۴-۶۷) ایس ایم جلیل ولد حکیم خلیل احمد مونگھیری قوم سید پیشہ ملازمت عمر ۲۸ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۵-E دستگیر کالونی کراچی ۳۸ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۴/۴/۶۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ میں ملازمت کرتا ہوں اور مجھے ماہوار تنخواہ -/۶۰۰ ملتی ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں داخل کرتا کرتا رہوں گا۔ اگر اس کے بعد میں کوئی جائداد پیدا کروں۔ تو اس کی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میری جس قدر جائداد ثابت ہوگی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جاوے شرط اول -/۶ روپے العبد ایس ایم جلیل احمد گواہ شد چوہدری محمد شفیع نائب سیکرٹری سوسائٹی جماعت احمدیہ کراچی گواہ شد شیخ رفیع الدین احمد مرکزی سیکرٹری وصایا جماعت احمدیہ کراچی۔

مسل نمبر ۱۸۹۲۸ بشیر احمد ولد مولا بخش قوم اراعیں پیشہ ٹیلر ماسٹر عمر ۲۵ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن چک ۲۷ الف ڈاکخانہ کا چیلو ضلع تھرپارکر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۴/۶۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت تیس روپے ہے میں تازیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا۔ اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جس قدر ترکہ ثابت ہوگا اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی شرط اول -/۱ روپیہ العبد بشیر احمد ولد مولا بخش چک ۲۷ الف کا چیلو ضلع تھرپارکر گواہ شد عبد الکریم ولد مہر دین چک ۲۷ الف گواہ شد غلام محمد ولد گلاب دین چک ۲۷ الف ڈاکخانہ کا چیلو ضلع تھرپارکر

مسل نمبر ۱۸۹۲۹ عبد الکریم ولد مہر دین قوم اراعیں پیشہ زمیندارہ تاریخ بیعت پیدائشی ساکن چک ۲۷ الف ڈاکخانہ کا چیلو ضلع تھرپارکر مغربی پاکستان۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۴/۶۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ میری سالانہ آمد اس وقت آٹھ سو روپے ہے میں تازیست اپنی سالانہ آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جس قدر ترکہ ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے شرط اول -/۱ العبد عبد الکریم ولد مہر دین چک ۲۷ الف ڈاکخانہ کا چیلو ضلع تھرپارکر گواہ شد

ملازمت عمر ۴۰ سال بیعت جنوری ۱۹۶۶ء ساکن منڈی مریدکے ڈاکخانہ خاص ضلع شیخوپورہ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۰ اپریل ۱۹۶۷ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری اس وقت مندرجہ ذیل جائداد ہے۔ (۱) ایک پختہ مکان واقعہ کنال پارک منڈی مریدکے جو کہ ۴½ مرلہ زمین پر تعمیر ہے۔ اس کی مالیت مبلغ آٹھ ہزار روپیہ ۸۰۰۰/- ہے (۲) مذکورہ مکان کے جنوب میں ۴½ مرلہ سفید زمین برائے تعمیر مکان خریدا ہوا ہے۔ اس کی مالیت مبلغ ایک ہزار یکصد روپیہ ہے۔ (۳) نقد مبلغ نو صد روپیہ ہے یہ کل مبلغ دس ہزار روپیہ ہوا۔ میں اس جائداد کا ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج مورخہ ۳/۶۷ کرتا ہوں۔ لیکن میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے جو چھ صد روپیہ ماہوار ہے میں اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ تا زیست خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا۔ اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میری جس قدر جائداد ثابت ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ العبد منشی نور حسین ولد جلال الدین جماعت احمدیہ منڈی مریدکے۔ گواہ شد شیخ محمد بشیر آزاد انبالوی سوداگر چاول گواہ شد مشتاق احمد مولوی فاضل و امام الصلوٰۃ جماعت احمدیہ مریدکے منڈی۔

مسل نمبر ۱۸۹۷۶ ۱۲-۵-۶۷ محمد مخلص الرحمٰن لشکر ولد محمد الٰہی بخش لشکر قوم لشکر پیشہ ملازمت عمر تاریخ پیدائش ۲۰/۴۳ بیعت پیدائشی احمدی ساکن گھاٹوڑہ ڈاکخانہ گوہم پاڑہ ضلع کوملا صوبہ مشرقی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۵/۶۷ ۱۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے جو مورخہ جولائی ۱۹۶۷ء سے تین سو روپے ماہوار تنخواہ ہوگی۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا۔ اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں یا ماہوار آمد اضافہ ہوگا۔ اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری وصیت ماہ جنوری ۱۹۶۷ء سے منظور فرمائی جائے۔ (شرط اول ۱۵/- روپے) العبد محمد مخلص الرحمٰن لشکر ۴ بخشی بازار ڈھاکہ گواہ شد شاہ الرحمٰن ۴ بخشی بازار ڈھاکہ گواہ شد احمد صادق محمود مربی سلسلہ احمدیہ مقیم ڈھاکہ

مسل نمبر ۱۸۹۷۴ ۱۲-۵-۶۷ فضل الٰہی بھٹی ولد نور ماہی صاحب بھٹی قوم راجپوت بھٹی پیشہ ملازمت عمر ۶۳ سال بیعت پیدائشی ساکن ربوہ محلہ دارالیمن ڈاکخانہ خاص ضلع جھنگ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۵/۶۷ ۱۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اس وقت مندرجہ ذیل ہے جس کے علاوہ میری کوئی جائداد نہیں سکنی زمین واقع محلہ دارالیمن ایک کنال بقیمتی اندازاً سات ہزار سات سو روپے جو ہم تین بھائیوں میں مشترکہ ہے۔ میں مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز بوقت وفات میرا جس قدر ترکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری ماہوار آمد دو صد روپے ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ کرتا رہوں گا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جائے شرط اول ۲/- روپے

العبد فضل الٰہی بھٹی ولد نور ماہی محلہ دارالیمن ربوہ گواہ شد محمد علی احمد کارکن دفتر وصیت گواہ شد محمد اسلم ایاز ولد حاجی محمد رمضان کوارٹر نمبر ۵ صدر انجمن احمدیہ دارالصدر شرقی

مسل نمبر ۱۸۹۷۵ ۹-۵-۶۷ عبدالمجید طاہر ولد چوہدری اللہ بخش صاحب قوم جاٹ کاہلوں پیشہ طالب علمی عمر بیس سال پیدائشی احمدی ساکن ربوہ ڈاکخانہ ربوہ ضلع جھنگ صوبہ مغربی پاکستان۔ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۹ مئی ۱۹۶۷ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں ہے مجھے میرے والد صاحب محترم کی طرف سے پانچ روپیہ ماہوار بطور جیب خرچ ملتے ہیں میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بنام صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اس کے بعد اگر میں کوئی جائداد پیدا کروں۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ شرط اول ۱/- روپیہ العبد عبدالمجید طاہر ابن چوہدری اللہ بخش صاحب دارالصدر غربی ب ربوہ۔ گواہ شد مرزا طاہر احمد ربوہ گواہ شد چوہدری اللہ بخش صدر محلہ دارالصدر غربی ب ربوہ

مسل نمبر ۱۸۹۷۸ سید توقیر مجتبیٰ ولد ڈاکٹر سید غلام مجتبیٰ قوم سید پیشہ طالب علم عمر ۱۷½ سال بیعت پیدائشی ساکن راولپنڈی ڈاکخانہ راولپنڈی ضلع راولپنڈی صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۴ مئی ۱۹۶۷ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ مجھے اس وقت بیس روپے ماہوار جیب خرچ والدہ کی طرف سے ملتے ہیں۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے اگر میں کوئی جائداد پیدا کروں تو اس کے ۱/۱۰ حصہ پر میری وصیت حاوی ہوگی۔ نیز بوقت وفات میرا جس قدر ترکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان ہوگی۔ شرط اول ۳۰-۵۰ روپے العبد سید توقیر مجتبیٰ گواہ شد عبدالغنی سیکرٹری مال مرکزی راولپنڈی گواہ شد داؤد احمد داؤد کلاتھ سٹور موتی بازار راولپنڈی سیکرٹری اصلاح و ارشاد

مسل نمبر ۱۸۹۷۹ ملک مہر خان ولد ملک سلطان خان قوم جوئیہ پیشہ کاشتکار عمر ۶۵ سال بیعت ۱۹۴۵ء ساکن روڈہ ڈاکخانہ روڈہ ضلع سرگودھا صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱/۶۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میرا گذارہ صرف جائداد کی آمد پر ہے اور میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے جو میری ملکیت ہے۔ ۷۵ گھماؤں زمین بارانی جس کی مالیت فی گھماؤں موجودہ وقت ۴۰۰/- روپے کے حساب سے کل مالیت ۷۵ گھماؤں کی مبلغ ۳۰۰۰۰/- روپیہ ہے ایک مکان رہائشی بعمارت خام و پختہ مالیت تقریباً ۱۰۰۰/- روپے رقبہ دس مرلے میں ہے۔ مندرجہ جائداد موضع روڈہ تحصیل خوشاب میں واقع ہے میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اس کے بعد کوئی اور جائداد پیدا کروں۔ یا آمد کا کوئی اور ذریعہ پیدا ہو جائے تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی شرط اول ۱/- روپیہ

کاتب الحروف چراغ الدین مربی سلسلہ و صدر جماعت احمدیہ ایبٹ آباد

مسل نمبر ۱۹۰۰۴ میں جان محمد ولد میاں غلام محمد صاحب قوم ارائیں پیشہ کاشتکاری عمر ۔ سال پیدائشی احمدی ساکن بھیرو چیچی ضلع تھرپارکر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۰ دسمبر ۱۹۶۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اس وقت میری کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں ہے۔ جدی جائداد بصورت جدی جائداد بصورت زمین چار ایکڑ چھ بھائیوں میں مشترک چک $\frac{69}{R.B.}$ ضلع لائل پور میں ہے۔ اس میں سے جو زمین خاکسار کے حصہ میں آئے گی اس کے $\frac{1}{10}$ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اس وقت میرا گزارہ کاشتکاری پر ہے جو بچے کرتے ہیں اور چار سو روپیہ سالانہ بطور خرچ دیتے ہیں۔ میں اپنی آمد کا جو بھی ہوگی $\frac{1}{10}$ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا۔ اس کے بعد اگر کوئی جائداد پیدا کروں یا بوقت وفات میرا کوئی ترکہ ثابت ہو۔ تو اس کے بھی $\frac{1}{10}$ حصہ پر یہ وصیت حاوی ہوگی میری یہ وصیت یکم مئی ۶۷ء سے منظور فرمائی جائے شرط اول /۱ العبد جان محمد ولد میاں غلام محمد گواہ شد عبد العزیز۔ صدر جماعت احمدیہ بھیرو چیچی ضلع تھرپارکر گواہ شد محمد رمضان سیکرٹری مال بھیرو چیچی۔

مسل نمبر ۱۹۰۰۹ میں شیخ محمد شفیع گورکھپوری ولد شیخ علی رضا صاحب قوم شیخ پیشہ زرگری عمر ۵۰ سال بیعت ۱۹۴۲ء ساکن ۳۵ کوتوالی روڈ ڈھاکہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۴ فروری ۶۷ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی منقولہ وغیرہ منقولہ جائداد نہیں ہے میرا گذارہ بذریعہ زرگری آمد پر ہے۔ جو عموماً /۱۰۰ روپیہ ماہوار ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی $\frac{1}{10}$ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا۔ اس کے بعد اگر کوئی جائیداد پیدا کروں یا بوقت وفات میرا کوئی ترکہ ثابت ہو۔ اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت آج سے نافذ فرمائی جائے العبد شیخ محمد شفیع گورکھپوری ولد شیخ علی رضا ۳۵ کوتوالی روڈ ڈھاکہ مشرقی پاکستان۔ گواہ شد احمد صادق محمد مربی سلسلہ احمدیہ ڈھاکہ گواہ شد شیخ محمود احمد منیر ۷۰، اسلام پور روڈ ڈھاکہ

مسل نمبر ۱۹۰۱۰ میں قاسم علی خان ولد محمد یا بو خان صاحب مرحوم قوم پٹھان پیشہ ملازمت بیعت ۱۹۵۳ء ساکن گاؤں پا دتا ضلع بریسال بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ $\frac{1}{67}$ ۲۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میری غیر منقولہ تین ایکڑ اراضی ہیں جن میں سے دو ایکڑ زمین میں کاشتکاری ہوتی ہے۔ اور ایک ایکڑ پر مکان اور باغ ہے۔ ان کی مجموعی قیمت پانچ ہزار روپیہ ہے جس میں مکان اور باغ کی قیمت بھی شامل ہے۔ میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے $\frac{1}{10}$ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اس کے بعد اگر کوئی جائداد پیدا کروں یا بوقت وفات میرا کوئی ترکہ ثابت ہو تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی اس کے علاوہ میری ماہوار تنخواہ /۳۲۵ روپے ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگا $\frac{1}{10}$ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد قاسم علی خان ولد محمد یا بو خان گاؤں پا دتا ڈاکخانہ بیت پور ضلع بریسال مشرقی پاکستان گواہ شد احمد صادق محمد مربی سلسلہ احمدیہ ڈھاکہ گواہ شد عبد المتین زعیم خدام الاحمدیہ حلقہ دارالتبلیغ ڈھاکہ

مسل نمبر ۱۹۰۱۱ میں احمد توفیق چوہدری ولد مولوی غلام جیلانی صاحب چوہدری قوم شیخ پیشہ زراعت و تجارت عمر ۴۴ سال بیعت ۱۹ مئی ۱۹۵۷ء ساکن سیل پوڑ ضلع سلہٹ مشرقی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷ فروری ۱۹۶۷ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت غیر منقولہ جائداد چودہ ایکڑ چالیس ڈیسمل زرعی اراضی ہیں جن کی مجموعی قیمت /۲۲۵۰۰ روپیہ اس کے علاوہ کاروبار کے ذریعہ جو حال ہی میں شروع کیا گیا ہے فی الحال تقریباً پچاس روپیہ ماہوار آمد ہے خاکسار اپنی کاروباری آمد اور مذکورہ زرعی اراضی کے $\frac{1}{10}$ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اس کے بعد اگر کوئی مزید جائداد یا آمد پیدا کروں یا بوقت وفات میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی $\frac{1}{10}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی العبد احمد توفیق چوہدری ۷۵ سٹیشن روڈ میمن سنگھ مشرقی پاکستان۔ گواہ شد احمد صادق محمود مربی سلسلہ احمدیہ ڈھاکہ گواہ شد سید اعجاز احمد مربی سلسلہ احمدیہ میمن سنگھ۔

مسل نمبر ۱۹۰۱۲ میں غلام محمد ولد محمد بخش صاحب قوم پنجارہ پیشہ ملازمت عمر ۴۶ سال بیعت ۱۹۵۳ء ساکن چنیوٹ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ $\frac{9}{12}$ ۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے اور اس وقت /۳۰ روپے ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی $\frac{1}{10}$ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا۔ اس کے بعد اگر کوئی جائیداد پیدا کروں یا بوقت وفات میرا کوئی ترکہ ثابت ہو تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جائے۔ شرط اول /۱ العبد بقلم خود غلام محمد پنجارہ ولد محمد بخش گواہ شد نشان انگوٹھا حافظ عزیز احمد۔ گواہ شد محمد عمر بشیر احمد امیر جماعت احمدیہ چنیوٹ۔

مسل نمبر ۱۹۰۱۳ میں ڈاکٹر منیر احمد خان ولد ڈاکٹر ایم عبد الغفور خان صاحب قوم راجپوت چوہان پیشہ ڈاکٹری عمر ۲۸ سال پیدائشی احمدی ساکن پبی ضلع پشاور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶۷-۱۱-۲۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں۔ میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو اس وقت تقریباً /۲۵۰ روپیہ ہے میں اس کے $\frac{1}{10}$ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائداد پیدا کروں یا بوقت وفات کوئی جائیداد ثابت ہو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی میری یہ وصیت آج سے منظور فرمائی جائے۔ العبد خاکسار ڈاکٹر منیر احمد خان ولد ڈاکٹر ایم عبد الغفور صاحب پبی ضلع پشاور گواہ شد ڈاکٹر عزیز الدین مین بازار پبی ضلع پشاور گواہ شد حکیم فضل محمد سیکرٹری مال جماعت احمدیہ پبی ضلع پشاور

مسل نمبر ۱۹۰۱۴ میں رحمت علی ولد چوہدری علی محمد صاحب قوم ارائیں پیشہ تجارت عمر ۴۶ سال بیعت نومبر ۱۹۲۵ء ساکن فیروزہ ڈاکخانہ خاص ضلع رحیم یار خان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ $\frac{3}{67}$ ۲۹ حسب ذیل وصیت

کرتا ہوں میری جائداد اس وقت ایک مکان واقع فیروزہ مالیتی ڈیڑھ ہزار روپیہ
جس میں میں خود رہتا ہوں ۔ میں اس کے $\frac{1}{10}$ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان
ربوہ کرتا ہوں اس کے بعد اگر کوئی جائداد پیدا کروں یا بوقت وفات میرا کوئی ترکہ
ثابت ہو تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی ۔ اس کے علاوہ مجھے کاروبار کے ذریعہ
مبلغ یکصد روپیہ ماہوار کی آمد ہے ۔ جس کے $\frac{1}{10}$ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ
پاکستان ربوہ کرتا ہوں میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے ۔ العبد
رحمت علی بقلم خود گواہ شد غلام احمد ظہور انسپکٹر بیت المال ۔ گواہ شد
محمد اشرف ناصر قائمقام امیر جماعت ہائے احمدیہ ضلع رحیم یار خان ۔

مسل نمبر ۱۹۰۱۵ میں ذوالفقار احمد ولد حافظ عبدالعزیز مرحوم قوم
راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۳۰ سال پیدائشی احمدی ساکن ۲۰ عزیز منزل سیالکوٹ
چھاؤنی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۹ ستمبر ۱۹۷۶ء حسب ذیل
وصیت کرتا ہوں ۔ میری موجودہ جائداد ایک مکان نمبر ۲۰ عزیز منزل سیالکوٹ چھاؤنی
جو ابھی دیگر حصہ داروں میں مشترکہ ہے اور جس میں میرا حصہ بعد تقسیم بعد تعین
ہوگا ۔ میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے $\frac{1}{10}$ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان
ربوہ کرتا ہوں اس کے بعد اگر کوئی جائداد پیدا کروں یا بوقت وفات میرا کوئی
ترکہ ثابت ہو ۔ تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی ۔ میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے ۔
جو کہ اس وقت ایک سو دس روپیہ ماہوار ہے ۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا
جو بھی ہوگی $\frac{1}{10}$ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا میری یہ
وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جائے ۔ بشرح داخلہ ۲/- روپیہ العبد ذوالفقار احمد
مکان ۸۰۳/۵ کوہاٹی بازار راولپنڈی گواہ شد رحیم بخش سیکرٹری مال مرکزی جماعت
احمدیہ راولپنڈی گواہ شد محمد عبدالقیوم سیکرٹری وصایا جماعت احمدیہ راولپنڈی

مسل نمبر ۱۹۰۱۹ میں عبدالرحیم خان ولد فتح دین صاحب قوم پٹھان
پیشہ پنشنر عمر ۶۰ سال بیعت ۱۹۲۲ء ساکن محلہ امیرانوالہ خوشاب ضلع سرگودھا بقائمی ہوش
و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۷-۷-۵-۱۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ
جائداد حسب ذیل ہے ۔ ایک عدد مکان ۲۹۵۳/۸ محلہ امیرانوالہ خوشاب مالیتی ۔/۰۰
روپیہ ہے ۔ میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے $\frac{1}{10}$ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ
کرتا ہوں ۔ اگر اس کے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا
رہوں گا ۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت
ہو اس کے بھی $\frac{1}{10}$ حصہ مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت مجھے مبلغ
۱۳۱/۶۶ روپے ماہوار آمد بصورت پنشن ہے ۔ میں تازیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی
$\frac{1}{10}$ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا ۔ میری یہ وصیت
تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے ۔ العبد عبدالرحیم خان بقلم خود پریذیڈنٹ جماعت
احمدیہ خوشاب گواہ شد عبدالرشید صدر موصیان گواہ شد محمد مختار ادریس
جھنگ صدر حال واقف عارضی خوشاب

مسل نمبر ۱۹۰۲۱ میں عبدالغفار ولد حافظ عبدالکریم خان صاحب قوم
پٹھان پیشہ ملازمت عمر ۱۹ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن خوشاب ضلع سرگودھا
بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲-۶-۷۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری
جائداد اس وقت کوئی نہیں میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت ۱۱۵/- روپیہ ہے
میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی $\frac{1}{10}$ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان
ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز
کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی ۔ نیز میری وفات پر میرا
جو ترکہ ثابت ہو ۔ اس کے بھی $\frac{1}{10}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی
میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جاوے ۔ العبد عبدالغفار خان
گواہ شد عبدالرشید صدر موصیان خوشاب گواہ شد ملک خادم حسین ریٹائرڈ کیپٹن
حال واقف عارضی خوشاب ۔

مسل نمبر ۱۹۰۲۳ میں انوارالحق خان ولد عبدالرحیم خان صاحب
قوم پٹھان پیشہ دکانداری عمر ۱۹ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن خوشاب ضلع
سرگودھا ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۳-۵-۷۶ حسب ذیل وصیت
کرتا ہوں میری جائداد اس وقت کوئی نہیں میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے ۔ جو اس وقت
۱۵۰/- روپیہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی $\frac{1}{10}$ حصہ کی وصیت بحق
صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں
تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی ۔
نیز میری وفات پر جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی $\frac{1}{10}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ
پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے العبد
انوارالحق خان گواہ شد عبدالرحیم خان والد موصی گواہ شد عبدالرشید صدر موصیان خوشاب

مسل نمبر ۱۹۰۲۵ میں رشید احمد ساہی ولد چوہدری محمد دین صاحب ساہی
قوم جٹ ساہی پیشہ ملازمت عمر ۳۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ڈسکہ کلاں ۔
ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۴-۵-۷۶ حسب ذیل
وصیت کرتا ہوں ۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے (۱) ڈسکہ کلاں میں چاہی
زمین تقریباً دو گھماؤں قیمت اندازاً ۳۲۰۰/- روپیہ (۲) ڈسکہ کلاں میں دو دکان
جن میں میرے پانچ بھائی دو بہن اور والدہ شریک ہیں ۔ اور جس میں تقریباً میرا حصہ
۷۰۰/- روپیہ ۔ میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے $\frac{1}{10}$ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ
پاکستان ربوہ کرتا ہوں ۔ اگر اس کے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس
کارپرداز کو دیتا رہوں گا ۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات
پر میرا جو ثابت ہو ۔ اس کے بھی $\frac{1}{10}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی
اس وقت مجھے مبلغ ۱۲۰/- روپے ماہوار آمد ہے میں تازیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی
$\frac{1}{10}$ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا ۔ العبد رشید احمد ساہی
گواہ شد نذیر احمد سیالکوٹی موصی نمبر ۱۲۰۹۶ گواہ محمد شفیع موصی ۱۱۴۲۱
پی اے ایف چکلالہ ۔

ماہوار آمد ہے میں تا زیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد صوفی محمد بخش دکاندار گوٹھ جالندھریاں دالی ڈاکخانہ خاص براستہ مورو ضلع نواب شاہ گواہ شد حکیم نذیر احمد مربی سلسلہ احمدیہ ضلع نواب شاہ گواہ شد برکت اللہ ہوشیارپوری زعیم مجلس انصار اللہ مورو نواب شاہ ۔

مسل نمبر ۱۹۰۳۳ میں بشیر احمد خادم ولد غلام محمد صاحب۔ قوم کھوکھر پیشہ تجارت عمر ۳۴ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن لالہ لی خورد ضلع گجرات حال میرپور خاص سندھ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵ / ۳ / ۶۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اس وقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت ۳۰۰ روپیہ ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی ۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد ملک بشیر احمد خادم لالہ لی خورد ضلع گجرات حال میرپور خاص سندھ گواہ شد نور احمد سکرٹری مال میرپور خاص سندھ سید مبارک احمد سرور انسپکٹر وصایا ۔

مسل نمبر ۱۹۰۳۹ میں چوہدری حبیب اللہ ولد چوہدری عنایت اللہ صاحب قوم راجپوت پیشہ طالب علم عمر ۱۷ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن دار العلوم غربی ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳ / ۸ / ۶۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اس وقت کوئی نہیں مجھے والد محترم کی طرف سے پانچ روپے جیب خرچ ملتا ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا ترکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد حبیب اللہ ۳ / ۸ / ۶۴ گواہ شد چوہدری عنایت اللہ والد موصی گواہ شد عبد المجید کارکن دفتر وصیت ربوہ

مسل نمبر ۱۹۰۴۱ میں بشیر الدین احمد ولد قاضی شریف الدین صاحب قوم شیخ پیشہ ملازمت عمر ۲۶ سال بیعت پیدائشی ساکن کھاریاں چھاؤنی ضلع گجرات بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۷ / ۲ / ۶۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت ۲۵/۹۲ روپیہ ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد بشیر الدین احمد کھاریاں چھاؤنی ۔ گواہ شد خالد محمد عبد اللہ امیر جماعت احمدیہ کھاریاں چھاؤنی گواہ شد گواہ شد عادل دیار سکریٹری اصلاح و ارشاد کھاریاں چھاؤنی

مسل نمبر ۱۹۰۴۲ میں سید سعد بن ظریف قوم سید بخاری پیشہ ملازمت عمر ۲۷ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن لیاقت پور ضلع رحیم یار خان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۰ / ۵ / ۶۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت ۲۴۰/- روپیہ ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد سعد بن ظریف انسپکٹر ریونیو ایکسائز و لینڈ کسٹم لیاقت پور ضلع رحیم یار خان گواہ شد غلام احمد ظہیر انسپکٹر بیت المال صدر انجمن احمدیہ ربوہ گواہ شد محمد اشرف ناصر قائمقام امیر جماعت رحیم یار خان

مسل نمبر ۱۹۰۴۳ میں ملک میراں بخش ولد ملک کرم بخش صاحب قوم اعوان پیشہ ملازمت عمر ۴۵ سال بیعت ۱۹۳۰ء ساکن محمودہ ضلع راولپنڈی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۹ / ۵ / ۶۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اس وقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو اس وقت ۱۸۷/- روپیہ ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد میراں بخش ولد کرم بخش محمودہ ڈاکخانہ چک بیلی خان ضلع راولپنڈی گواہ شد میر احمد غزالی ولد میراں بخش گواہ شد مولوی عبد الہادی ولد عبد الشکور سکنہ پنڈوری سب آفس چک بیلی خان ضلع راولپنڈی ۔

مسل نمبر ۱۹۰۴۵ میں ضیاء اللہ ولد عطاء اللہ صاحب قوم ... پیشہ ملازمت عمر ۲۴ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن سرگودھا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵ / ۴ / ۶۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اس وقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے ۔ جو اس وقت ۱۳۸/- روپیہ ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی ۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد ضیاء اللہ فلائٹ سارجنٹ مکان ۱۳/۲ P.A.F سرگودھا ۔ گواہ شد سید مبارک احمد سرور انسپکٹر وصایا ۔ گواہ شد سعید احمد پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ سرگودھا چھاؤنی

مسل نمبر ۱۹۰۴۷ میں بشیر احمد ولد فیروز الدین قوم راجپوت بھٹی پیشہ ملازمت عمر ۳۵ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن لاہور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۶ / ۲ / ۶۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ ایک مکان اندرون بھاٹی گیٹ لاہور ۱۳۴ / ۳ مالیتی ۱۰,۰۰۰/- روپیہ ہے میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ

کرتا ہوں اگر اس کے بعد کوئی جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت مجھے مبلغ ۔/۳۰۷ روپے ماہوار آمد ہے میں تازیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۸ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد بشیر احمد بقلم خود ۱۳۰۷/۳ محلہ جلو ٹھیاں اندرونی گیٹ لاہور گواہ شد محمد صدیق شاکر صدر حلقہ بھاٹی گیٹ لاہور گواہ شد فیروز الدین بقلم خود اندرونی بھاٹی گیٹ لاہور

مسل نمبر ۱۹۰۴۸ میں محمد الدین ولد لدھے خان صاحب قوم مغل پیشہ بے کار عمر ۷۰ سال بیعت ۱۹۴۰ء ساکن دارالنصر غربی ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵-۸-۶۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ ایک مکان واقع دارالنصر غربی ربوہ مالیتی ۔/۴۰۰۰ روپیہ زمین پانچ کنال مالیتی ۔/۲۵۰ روپے واقع عالم گڑھ ضلع گجرات میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اس کے بعد کوئی جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت مجھے مبلغ ۔/۲ روپے ماہوار بچوں کی طرف سے جیب خرچ ملتا ہے۔ میں تازیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے العبد نشان انگوٹھا محمد الدین گواہ شد شریف احمد ولد محمد الدین دارالنصر غربی ربوہ گواہ شد منیر احمد پردیز ولد محمد الدین دارالنصر غربی ربوہ۔

مسل نمبر ۱۹۰۵۳ میں شیخ منور احمد ولد شیخ مبارک احمد صاحب قوم شیخ پیشہ طالب علم عمر ۱۵ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ربوہ ضلع جھنگ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵/۸/۶۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں مجھے اس وقت ۔/۳۰ روپے ماہوار بطور جیب خرچ ملتے ہیں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جائے العبد شیخ منور احمد ۲۵/۷/۶۷ گواہ شد منشی رمضان علی صدر دارالنصر شرقی ربوہ۔ گواہ شد شیخ مبارک احمد سیکرٹری فضل عمر فاؤنڈیشن۔

مسل نمبر ۱۹۰۵۴ میں عبد الرحمن ولد خان بہادر مولوی غلام حسن صاحب مرحوم قوم افغان نیازی پیشہ پنشنر عمر ۷۲ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن پشاور حال ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸/۲/۶۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے (۱) مبلغ ۴۳۴۵۷۴ بروے پاس بک ۱۸۸۹۸ ڈاکخانہ میوہ منڈی پشاور شہر میں موجود ہے (۲) مبلغ پانچ صد روپیہ سٹینڈرڈ بینک شاخ چوک یادگار پشاور میں موجود ہے (۳) مبلغ بیس ہزار روپیہ اپنے بھانجے محمد افضل خان صاحب کو کاروبار میں لگانے کے لیے دیے ہیں (۴) مبلغ ۔/۱۹۵ روپے کے قومی انعامی بانڈ خریدے ہوئے ہیں میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت مجھے مبلغ ۔/۵۵ روپے ماہوار آمد بصورت پنشن ہے میں تازیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا میری وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد عبد الرحمن بقلم خود گواہ شد غلام محمد اختر ناظر صدر انجمن احمدیہ ربوہ گواہ شد ظہور حسین انچارج شعبہ رشتہ ناطہ ربوہ

مسل نمبر ۱۹۰۵۷ میں محمود احمد ولد میاں محمد ابراہیم جنجوعہ قوم جنجوعہ پیشہ ملازمت عمر ۳۲ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ڈنگہ ضلع گجرات بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۶/۶۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت ۔/۱۲۰ روپیہ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے العبد محمود احمد جنجوعہ محلہ گھر احمد اللہ ڈنگہ ضلع گجرات حال تعلیم الاسلام مڈل سکول کھاریاں ضلع گجرات گواہ شد محمد صادق بٹ انسپکٹر وصایا۔ گواہ شد محمود احمد عارف دفتر وصیت ربوہ۔

مسل نمبر ۱۹۰۶۰ میں غلام رسول ولد میاں محمد حسن صاحب قوم اعوان پیشہ پنشنر عمر ۶۰ سال بیعت ۱۹۳۲ء ساکن ڈیرہ غازیخان حال ملتان۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵-۸-۶۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجود جائیداد حسب ذیل ہے ایک مکان واقع محلہ قدیر آباد ملتان مالیتی اندازاً ۔/۶۰۰۰ روپیہ ایک مکان واقعہ بلاک ڈی (۲) ڈیرہ غازیخان مالیتی اندازاً ۔/۱۰۰۰۰ روپیہ۔ میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اس کے بعد کوئی جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت مجھے مبلغ ۔/۱۳۱ روپے ماہوار آمد بصورت پنشن ہے میں تازیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد غلام رسول ولد میاں محمد حسن اعوان پنشنر گلی ۵ محلہ قدیر آباد ملتان گواہ شد عبد الرؤف بقلم خود

مسل نمبر ۱۹۰۶۱ میں رانا عبدالعزیز ولد محمد حسین صاحب قوم راجپوت پیشہ دکانداری (مرست ریڈیو) عمر ۴۵ سال تقریباً بیعت پیدائشی احمدی ساکن بوریوالہ ضلع ملتان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵-۹-۶۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے ایک سفید پلاٹ رقبہ ۴۰×۴۰ فٹ مالیتی ۲۲۰۰/- روپیہ بمقام منڈی بوریوالہ بلاک اے پلاٹ ۵ ۔ میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں ۔ اگر اس کے بعد کوئی جائداد پیدا کروں ۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا ۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی ۔ نیز میری وفات میرا جو ترکہ ثابت ہو ۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی ۔ اس وقت مجھے مبلغ ۶۰/- روپے ماہوار آمد ہے ۔ میں تازیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا ۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے ۔ العبد رانا عبدالعزیز بوریوالہ ضلع ملتان گواہ شد شمس الدین سیال پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ بوریوالہ گواہ شد عبدالرحمن نعلم خود مکان ۲۳/۵ سکرٹری امور عامہ و وقف جدید بوریوالہ

مسل نمبر ۱۹۰۶۳ میں فتح الدین ولد محمد رمضان صاحب قوم چند راجپوت پیشہ × عمر ۶۷ سال بیعت ۱۹۳۲ء ساکن گجرات بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۴-۳-۶۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں ۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے ۔ میں فی الحال بیکار ہوں ذریعہ آمد کوئی نہیں ایک مکان رقبہ دس مرلہ مالیتی ۵۰۰۰/- روپیہ میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اس کے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا ۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی ۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو ۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی ۔ اس وقت مجھے مبلغ ۱۰/- روپے ماہوار آمد بطور جیب خرچ ہے میں تازیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا ۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے ۔ العبد فتح الدین بقلم خود محلہ فیض آباد گجرات گواہ شد محمد اسلم سیکرٹری مال جماعت احمدیہ گجرات گواہ شد ملک بشارت ربانی سیکرٹری وصایا گجرات ۔

مسل نمبر ۱۹۰۶۴ میں محمد اسحاق ولد محمد عبداللہ قوم چوہان جٹ پیشہ دکانداری عمر ۴۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ترگڑی ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵-۲-۶۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے (۱) ایک عدد مکان [illegible] خاکسار ۱/۲ حصہ کا مالک ہے ۱۳۴/- [illegible] کا ۱/۲ حصہ کا مالک ہوں [illegible] کا مالک ہوں [illegible] (۳) [illegible] کی قیمت مبلغ ۳۰۰/- روپیہ کا ۱/۲ حصہ [illegible] میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اس کے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی ۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی ۔ اس وقت مجھے مبلغ ۳۰/- روپے ماہوار آمد ہے میں تازیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا ۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے ۔ العبد محمد اسحاق ولد محمد عبداللہ ترگڑی ضلع گوجرانوالہ گواہ شد ڈاکٹر نثار احمد شگفتہ لائل پوری حال وقف عارضی ترگڑی گواہ شد محمد رمضان دارالعلوم غربی ربوہ حال ترگڑی

مسل نمبر ۱۹۰۶۵ میں ڈاکٹر طاہر احمد ولد جناب محمد اسحاق قریشی قوم قریشی پیشہ ڈاکٹر عمر ۳۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن چھانگا مانگا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۸/۲/۶۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اس وقت کوئی نہیں ۔ میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت ۲۰۰/- روپیہ ہے ۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی ۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو ۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے ۔ العبد ڈاکٹر طاہر احمد اختر قریشی ۸۲ ذاکر حسین روڈ چھانگا مانگا گواہ شد لطف الحق سکرٹری مال جماعت احمدیہ چھانگا مانگا گواہ شد محمد افضل کاشمیری سیکرٹری وصایا جماعت احمدیہ چھانگا مانگا ۔

مسل نمبر ۱۹۰۶۶ میں نذیر احمد ولد خدا بخش صاحب قوم مغل پیشہ مستری عمر ۴۳ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن نبی سر روڈ ضلع تھر پارکر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۵/۲/۶۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اس وقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت ۱۰۰/- روپیہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی ۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے ۔ العبد نذیر احمد ولد خدا بخش نبی سر روڈ ضلع تھر پارکر گواہ شد علی احمد ولد شیر محمد صدر مجلس موصیان نبی سر روڈ ضلع تھر پارکر گواہ شد محمد خان ولد نواب خان قائد مجلس خدام الاحمدیہ نبی سر روڈ ۔

مسل نمبر ۱۹۰۷۰ میں [illegible] ولد عبدالغفار صاحب [illegible] عمر [illegible] سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن [illegible] بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ [illegible] حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اس وقت کوئی نہیں ۔ مجھے دس روپیہ ماہوار جیب خرچ ملتا ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ

بھکو بھڑے لاپتہ ہوگئے تا حال ان کے بارہ میں کوئی یقینی خبر نہیں۔ جب ان کے بارہ میں کوئی سرکاری طور پر کوئی فیصلہ ہوا تب جو زمین میرے حصہ میں آئے گی۔ اس پر میری یہ وصیت حاوی ہوگی (۲) ایک مکان کچہ احاطہ مشترکہ مالیتی -/۴۰۰ روپے ہے میں اس جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اس کے بعد کوئی جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت مجھے مبلغ -/۳،۰۰۰ روپیہ سالانہ آمد ہے میں تازیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد سید احمد بقلم خود سکرٹری مال ڈھنڈی گواہ شد غلام محمد پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ ڈنڈی گواہ شد حکیم غلام رسول معلم وقف جدید مقیم موضع ڈنڈی۔

مسل نمبر ۱۹۰۸۳ میں مراد بخش ولد کریم بخش صاحب قوم آرائیں پیشہ بے کار عمر ۷۸ سال بیعت ۱۹۰۵ء ساکن گوجرہ ضلع لائل پور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۷-۷-۶۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے پانچ ایکڑ زمین واقع چک ۳۶۷ ج ب جلیانوالہ نزد گوجرہ ضلع لائل پور مالیتی -/۱۰،۰۰۰ روپیہ میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد مراد بخش گواہ شد عبدالعزیز پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ گوجرہ گواہ شد محمد شریف سکرٹری وصایا

مسل نمبر ۱۹۰۸۴ میں ناصر احمد ولد چوہدری برکت علی صاحب قوم راجپوت پیشہ تجارت عمر ۳۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن چک ۱۶۶ مراد ضلع بہاولنگر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸/۶۷-۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو اس وقت ۵۰ روپیہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد ناصر احمد بقلم خود گواہ شد جلال الدین قمر سلسلہ بقلم خود گواہ شد ڈاکٹر غلام حق۔ معلم وقف جدید و صدر موصیان مجلس چک ۱۶۶ مراد

مسل نمبر ۱۹۰۸۶ میں محمد اسلم ولد چوہدری عبدالغنی صاحب قوم دریاہ پیشہ دکانداری عمر بائیس سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن چک ۳۴ جنوبی ضلع سرگودھا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶۷/۳/۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت -/۵۰ روپیہ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جاوے۔ العبد محمد اسلم دریاہ چک ۳۴ جنوبی ضلع سرگودھا گواہ شد محمد سعید انسپکٹر بیت المال گواہ شد جلال الدین پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ چک ۳۴ ج

مسل نمبر ۱۹۰۸۷ میں اسد اللہ خان ولد خانصاحب ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب مرحوم قوم راجپوت پیشہ تجارت عمر ۴۹ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کوئٹہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳-۳-۶۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے جس میں ہم دو بھائی یعنی مکرم عنایت اللہ خان و خاکسار برابر کے شریک ہیں اس جائیداد کی موجودہ قیمت -/۲۰،۰۰۰ روپیہ ہے جس میں میرا حصہ نصف یعنی مبلغ -/۱۰،۰۰۰ بنتا ہے (۱) ایک دکان شارع اقبال کوئٹہ اقبال کوئٹہ ۲-۱۱/۲۴ مالیتی -/۱۶۵۰۰ جس میں میرا حصہ مالیتی -/۸۲۵۰ روپیہ ہے (۲) دوسری دکان ۲/۱۱-۱۲ جس کے صرف ۱/۴ حصہ کے ہم دونوں بھائی مالک ہیں جس کی کل قیمت کل قیمت -/۱۰،۰۰۰ ہے اور اس میں میرا حصہ مالیتی مبلغ -/۱۷۵۰ روپیہ چونکہ یہ دکانات ہمارے استعمال میں ہیں اس لیے ان کا کرایہ کی آمد نہیں ہے۔ میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اس کے بعد کوئی جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت مجھے مبلغ -/۲۰۰ روپے آمد ہے میں تازیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے العبد اسد اللہ خان ۲-۳۹/۲۸ ہرکشن روڈ کوئٹہ گواہ شد شیخ محمد حنیف امیر جماعت احمدیہ کوئٹہ۔ گواہ شد ۲-۳۸/۲۹ ہری کشن روڈ کوئٹہ۔

مسل نمبر ۱۹۰۹۰ میں محمد یوسف ملک ولد ملک خدا بخش صاحب قوم ککے زئی ملک پیشہ ملازمت عمر ۵۴ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن سیالکوٹ چھاؤنی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲-۹-۶۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے ایک مکان ۱۹۸ واقع گرجا والا احاطہ سیالکوٹ چھاؤنی مالیتی -/۵،۰۰۰ روپیہ یہ میری واحد ملکیت ہے ایک دکان مشترکہ واقع محلہ کریم پورہ لالہ موسےٰ ضلع گجرات مالیتی -/۵۰۰۰ روپیہ جس میں میرا ۱/۲ حصہ ہے۔ میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اس کے بعد کوئی جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت مجھے مبلغ -/۲۵۰ روپے ماہوار آمد ہے میں تازیست

اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا میری یہ وصیت تاریخ سے منظور فرمائی جائے۔ العبد محمد یوسف ملک مکان نمبر ۱۹۸ گرجا والا احاطہ سیالکوٹ چھاؤنی۔ گواہ شد فضل الدین نمبر وصیت ۵۶۱ گواہ شد ناصر احمد صدر جماعت احمدیہ سیالکوٹ چھاؤنی۔

مسل نمبر ۱۹۰۹۱ میں شیخ محمد الیاس ولد شیخ محمد ابراہیم صاحب قوم چوہان پیشہ تجارت عمر ۲۵ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن محلہ اسلام آباد سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹/۴۷ ۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اس وقت کوئی نہیں میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت /۴۵ روپے ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جائے العبد شیخ محمد الیاس محلہ اسلام آباد سیالکوٹ گواہ شد ظفر احمد ولد خواجہ عبد الرحمن مبارک پورہ سیالکوٹ۔ گواہ شد ظہیر الدین ولد شیخ نور الدین محلہ اسلام پورہ سیالکوٹ۔

مسل نمبر ۱۹۰۹۲ میں محمد سعید احمد ولد حکیم سردار علی صاحب قوم کھوکھر پیشہ ملازمت عمر ۲۲ ۱/۲ سال بیعت پیدائشی ساکن سرائے بھابھڑیاں سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹/۴۷ ۱۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اس وقت کوئی نہیں میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو اس وقت /۱۳۵ روپیہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ کرتا ہوں۔ اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد محمد سعید احمد معرفت محمد اسماعیل قصاب محلہ سرائے بھابھڑیاں غلہ منڈی مکان ۵/۱۷/۱۴۵ سیالکوٹ گواہ شد محمد شریف ولد چوہدری فقیر احمد مسجد احمدیہ سیالکوٹ گواہ شد مرزا نسیم بیگ خادم مسجد کبوتراں والی سیالکوٹ۔

مسل نمبر ۱۹۰۹۵ میں خواجہ سرفراز احمد ولد خواجہ عبد الرحمن صاحب قوم بٹ کشمیری پیشہ وکالت عمر ۳۳ سال ۱/۲ ۳ ماہ تقریباً بیعت پیدائشی احمدی ساکن محلہ مبارک پورہ سیالکوٹ شہر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹/۴۷ ۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت /۱۰۰ روپیہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔ العبد خواجہ سرفراز احمد ایڈووکیٹ سیالکوٹ۔ گواہ شد خواجہ عبد الرحمن صاحب والد موصی ۱/۱۰ مبارک پورہ سیالکوٹ۔ گواہ شد محمد یعقوب منشی موصیاں شہر سیالکوٹ۔

مسل نمبر ۱۹۰۹۷ میں شاہد محمود راشدی ولد عبد المنان راشدی صاحب قوم پٹھان پیشہ طالب علم عمر ۱۹ سال بیعت ۱۷ ستمبر ۱۹۴۵ ساکن سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹/۴۷ ۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اس وقت کوئی نہیں مجھے اس وقت /۲۰ روپیہ ماہوار جیب خرچ ملتا ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے العبد شاہد محمود راشدی زبیدہ منزل محلہ دھاروال سیالکوٹ گواہ شد عبد المنان راشدی والد موصی گواہ شد محمد نواز خان وصیت نمبر ۱۵۴۲۔

مسل نمبر ۱۹۰۹۸ میں ارشد داؤد راشدی ولد عبد المنان راشدی قوم پٹھان پیشہ تعلیم عمر ۱۷ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹/۴۷ ۱۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ مجھے اس وقت /۱۰ روپے جیب خرچ ملتا ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد ارشد داؤد راشدی محلہ دھاروال سیالکوٹ گواہ شد عبد المنان راشدی والد موصی گواہ شد محمد نواز خان وصیت نمبر ۱۵۴۲

مسل نمبر ۱۹۰۹۹ میں رحمت خاں ولد چوہدری عبد العزیز مرحوم قوم جٹ چیمہ پیشہ زمینداری عمر ۴۷ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ڈگری بھنڈراں ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۴۷-۸-۱۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ سات ایکڑ زرعی زمین واقعہ ڈگری بھنڈراں ضلع سیالکوٹ مالیتی /۴۰۰۰ روپے میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اس کے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت مجھے مبلغ /۱۰۰ روپے ماہوار آمد ہے میں تازیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ رحمت خاں بقلم خود ڈگری بھنڈراں ڈاکخانہ پڑھا گھرا ضلع سیالکوٹ گواہ شد عبد الحق مبشر پسر موصی گواہ شد محمد صادق

مسل نمبر ۱۹۱۰۴ میں حسن دین ولد نبی بخش صاحب قوم مغل پیشہ نجاری عمر ۶۵ سال بیعت ۱۹۱۴ء ساکن موہنے وال ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸-۲-۶۷ بحسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ اراضی ملکی سات مرلہ واقع موہنے وال جس پر ایک خراس چلتا ہے اور باقی حصہ پر ایک بڑا کمرہ با دریچی خانہ اور ایک سامان کا کمرہ ہے عمارت ساری کی ساری پکی ہے اراضی مکان اور خراس کی قیمت اندازاً ۲۵۰۰/- روپیہ ہے میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ مجھے اندازاً ۴۰ سیر آٹا ماہوار خراس سے ملتا ہے۔ اس آٹے کی قیمت جو بھی بازار میں ہوگی کا دسواں حصہ ادا کرتا رہونگا۔ تازیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد نشان انگوٹھا حسن دین ولد نبی بخش گواہ شد مختار احمد ہاشمی۔ ربوہ حال وارد موہنے وال ضلع سیالکوٹ گواہ شد سعید محمود احمد سیکرٹری اصلاح و ارشاد موہنے وال ضلع سیالکوٹ۔

مسل نمبر ۱۹۱۰۵ میں محمد شریف ولد مولا داد صاحب قوم جٹ چیمہ پیشہ زراعت عمر ۶۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن گھنوکے ججہ ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۰-۹-۶۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ جو میری ملکیت جدی ہے۔ زرعی اراضی ۵۴ کنال مالیتی ۱۰۸۰۰/- روپیہ میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائداد پیدا کروں۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت مجھے مبلغ ۷۰۰/- روپے سالانہ آمد ہے۔ میں تازیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے العبد محمد شریف ولد مولا داد جٹ گھنوکے ججہ ڈاکخانہ قلعہ صوبہ سنگھ براستہ بدوملہی ضلع سیالکوٹ گواہ شد حکیم محمد رشید صدر جماعت احمدیہ گھنوکے ججہ گواہ شد خورشید احمد سیکرٹری مال گھنوکے ججہ

مسل نمبر ۱۹۱۰۷ میں عبدالرشید ولد محمد ابراہیم قوم بٹ پیشہ ملازمت عمر ۵۵ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن چونڈہ ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۹-۵-۶۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ ایک مکان واقع چونڈہ جس کا ۱/۳ حصہ کا مالک میں ہوں ۲/۳ دوسرے دو بھائیوں کا ہے۔ جس کی اندازاً قیمت مبلغ ۳۰۰۰/- روپیہ ہے۔ اور میرے حصہ مکان کی قیمت ۱۰۰۰/- روپیہ ہے۔ میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اس کے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت مجھے مبلغ ۲۱۸/- روپے ماہوار آمد ہے میں تازیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے العبد عبدالرشید ولد محمد ابراہیم بٹ امیر جماعت احمدیہ چونڈہ ضلع سیالکوٹ گواہ شد ملک محمد اقبال ولد ملک محمد شفیع چونڈہ گواہ شد محمد اکرم بٹ ولد عبدالرشید بٹ چونڈہ

مسل نمبر ۱۹۱۰۸ میں محمد اسلم باجوہ ولد چوہدری فیض احمد صاحب قوم باجوہ پیشہ تعلیم عمر ۲۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن داتا زید کا ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵/۴-۶۷ حسب ذیل کرتا ہوں میری جائداد اس وقت کوئی نہیں مجھے اس وقت ۴۰/- روپیہ ماہوار جیب خرچ ملتا ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد محمد اسلم باجوہ داتا زید کا حال فضل عمر ہوسٹل ٹی آئی کالج ربوہ گواہ شد سرفراز خان ساہ فضل عمر ہوسٹل ربوہ گواہ شد غلام رسول شاکر انسپکٹر بیت المال ربوہ

مسل نمبر ۱۹۱۰۹ میں بشیر احمد ملک ولد محمد عبداللہ صاحب مرحوم قوم ملک کشمیری پیشہ دکانداری عمر ۴۳ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن چونڈہ ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵-۹-۶۷ بحسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ ایک دکان واقع چونڈہ وارڈ نمبر ۷ مالیتی اندازاً ۱۵۰۰/- روپیہ میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اس کے بعد کوئی جائداد پیدا کروں۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

اس وقت مجھے مبلغ ۵۰/- روپیہ ماہوار آمد ہے۔ میں تازیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

العبد ملک بشیر احمد چونڈہ ضلع سیالکوٹ۔

گواہ شد ملک محمد اقبال موصی ۱۷۴۳۳ چونڈہ

گواہ شد عبدالرشید صدر جماعت احمدیہ چونڈہ۔

جلسہ سالانہ سیالکوٹ کے موقعہ پر
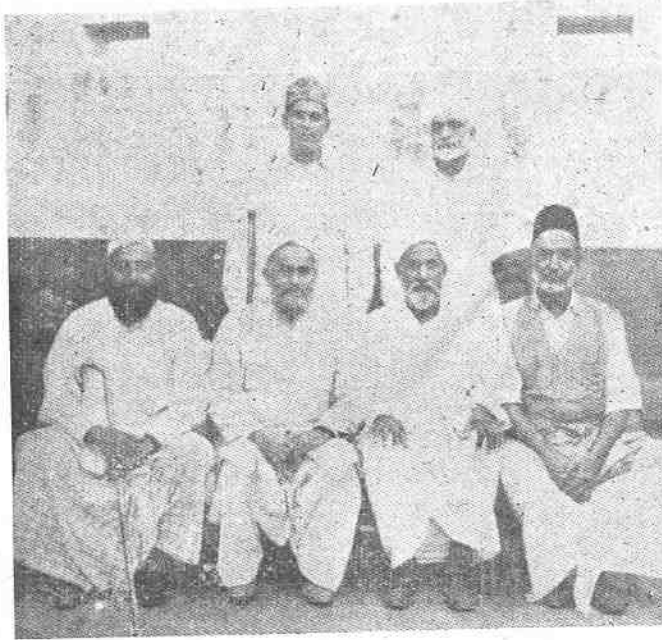
کرسیوں پر دائیں جانب سے : ابوالعطاء - مولانا شمس صاحب - گیانی واحد حسین صاحب سید پیر احمد صاحب
کھڑے ہوئے دائیں جانب سے : چوھدری محمد اقبال صاحب انسپکٹر - چوھدری ظہور احمد صاحب آڈیٹر صدر انجمن احمدیہ ربوہ

دوسرا منظر
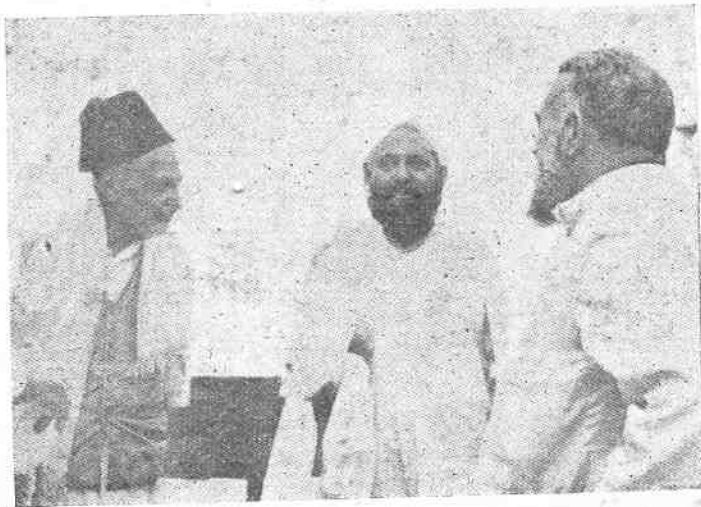
دیکھیں مضمون ''قصہ مولانا کی پگڑی کا ''

Monthly AL-FURQAN Rabwah

JANUARY 1968 Regd. No. L 5708

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ، بیت العطاء میں میرے بیٹے عطاء الرحیم صاحب حامد کے ولیمہ کی تقریب کے موقعہ پر ۔ مولانا شمس صاحب حضور کے بائیں طرف ہیں ۔

مولانا شمس صاحب عزیز عطاء المجیب راشد ایم۔اے کو انعامی تمغہ لگا رہے ہیں ۔

تعلیم الاسلام کالج میں مولانا شمس صاحب میرے بیٹے عطاء المجیب راشد کو انعام دے رہے ہیں ۔

ٹائٹل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا